عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۷ روپے

جلد: ۲۵ | ۲۲ تا ۲۹/ رمضان ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳/ اکتوبر ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۳۹

ایک مکمل دین

لیلۃ القدر کی برکات

زکوٰۃ احکام و مسائل

آہ! صاحبزادہ طارق محمود

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

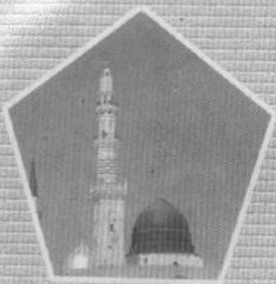

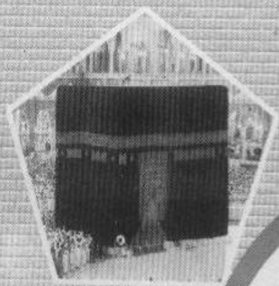

آپ کے مسائل

نمازِ عید کی نیت:

س:...... نمازِ عید کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج:...... نمازِ عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نمازِ عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب مع تکبیرات زائد کی نیت کرتا ہوں۔

قبولیت کا دن کس ملک کی عید کا ہوگا؟

س:...... مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرۂ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے جیسا کہ ہر سال سعودی عرب میں عید ایک یا دو دن پہلے ہوتی ہے' اس لئے آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

ج:...... جس ملک میں جس دن عید ہوگی' اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔ جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا' وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی اور نمازِ فجر بھی فرض ہوگی۔

بیرون ملک سے آنے والا عید کب کرے؟

س:...... بکر بیرون ملک سے واپس پاکستان آیا۔ اس ملک میں روزہ پاکستان سے پہلے رکھا گیا تھا' اب جبکہ پاکستان میں ابھی روزے باقی ہوں گے تو اس کے ۳۰ روزے ہوجائیں گے' اب وہ اس ملک کے مطابق عید کرے گا جہاں سے آیا ہے یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ بکر نے بیرون ملک کے مطابق روزہ رکھا' جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ وہ روزے جو زیادہ ہوجائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

ج:...... عید تو وہ جس ملک (مثلاً پاکستان) میں موجود ہے' اسی کے مطابق کرے گا' مگر چونکہ اس کے روزے پورے ہوچکے ہیں' اس لئے یہاں آکر جو زائد روزے رکھے گا وہ نفلی شمار ہوں گے۔

عید کی نماز میں اگر امام سے غلطی ہوجائے تو کیا کرے؟

س:...... اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہوجائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

ج:...... اگر غلطی ایسی ہو جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور فقہاءؒ نے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

اگر عید کی نماز میں تکبیریں بھول جائیں تو؟

س:...... عید کی نماز میں اگر امام نے بھول کر چھ تکبیروں سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں' اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج:...... نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہوسکے کہ سجدہ سہو ہو رہا ہے' اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

نمازِ عید پر خطبہ' دعا اور معانقہ:

س:...... اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہوجائے گی؟ اگر ہوجائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... عید کا خطبہ سنت ہے۔ اس لئے عید خلاف سنت ہوئی۔

س:...... عید کی نماز میں خطبہ پڑھنے کا صحیح وقت کون سا ہے؟ اس طرح دعا عید کی نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد کرنی چاہئے؟

ج:...... عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ دعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد' دونوں کی گنجائش ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرامؓ اور فقہاءؒ سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں۔

عید کی نماز کی جماعت سے محروم رہ جانے والا شخص کیا کرے؟

س:...... اگر کوئی عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو کیا وہ شخص گھر میں یہ نماز ادا کرسکتا ہے؟ یا اس نماز کے بدلے میں کسی شخص کو کھانا وغیرہ کھلا دیا جائے؟

ج:...... عید کی نماز کی قضا نہیں' نہ اس کا کوئی کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے' صرف استغفار کیا جائے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۳۹ ۲۲تا۲۹/رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶تا۲۳/اکتوبر ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

آہ! صاحبزادہ طارق محمودؒ	اداریہ	۴
ایک مکمل دین	مولانا فضل الرحمن	۷
لیلۃ القدر کی برکات	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	۱۰
احکام و مسائل زکوٰۃ	مولانا سید محمد میاںؒ	۲۱
خبروں پر ایک نظر	ادارہ	۲۷

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آہ! صاحبزادہ طارق محمودؒ

جامع مسجد محمود ریلوے کالونی فیصل آباد کے خطیب‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن‘ ماہنامہ ’’لولاک‘‘ ملتان کے ایڈیٹر‘ بنات الاسلام ہائی اسکول کے مینجنگ ڈائریکٹر‘ صاحبزادہ طارق محمود صاحب ۱۸/ستمبر ۲۰۰۶ء بروز منگل سہ پہر دل کا عارضہ پیش آنے سے انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

صاحبزادہ طارق محمود صاحب ۱۹۴۸ء میں مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود صاحب کے گھر پیدا ہوئے‘ چار بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد کے قائم کردہ طارق مسلم اسکول ۱۳/ جناح کالونی فیصل آباد میں حاصل کی۔ امین پور بازار سے باہر ایم بی ہائی اسکول سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے بی اے کیا‘ کالج کے زمانہ میں طلباء کی یونین کے گروپ لیڈر رہے اور کالج میں تقریری مقابلہ میں حصہ لیتے رہے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد کپڑا سازی کی صنعت ’’لومیں‘‘ لگائیں‘ ہمارے ملک بھر میں بھیڑ چال ہے ’’لوموں‘‘ کی صنعت کامیاب دیکھ کر اداکاروں سے لے کر خطباء تک سب نے ’’لومیں‘‘ لگائیں‘ بھٹو صاحب کے عہد اقتدار میں اس صنعت پر بحران آیا تو اسے چھوڑ کر جامعہ کلاتھ مارکیٹ میں ہول سیل کپڑے کی دکان کھول لی اور اپنے والد گرامی کی وفات ۱۹۸۴ء تک اس سے وابستہ رہے۔

تعلیم کے بعد رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوئے‘ موضع میلم ہری پور ہزارہ سے اپنے عزیزوں کے ہاں شادی ہوئی‘ بہت دھوم دھام سے شادی کی‘ آغا شورش کاشمیریؒ نے آپ کی شادی پر سہرا لکھا‘ شادی میں ہر طبقہ کے سینکڑوں مہمانوں کو مولانا تاج محمود صاحب نے بلایا‘ اس موقع پر کمشنر فیصل آباد نے فیصل آباد کریسنٹ ملز کے مالک سے کہا کہ مولانا تاج محمود صاحب نے شادی کا اتنا عمدہ و اعلیٰ اہتمام کر کے ثابت کر دیا ہے کہ علماء کو صرف کھانا نہیں بلکہ کھلانا بھی آتا ہے۔

صاحبزادہ طارق محمود صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں اور تین بیٹیوں کا باپ بنایا‘ صاحبزادہ صاحب نے جب اس دنیا میں آنکھ کھولی تو فیصل آباد میں مولانا حافظ عبدالمجید نابینا بی اے فاضل دیوبند‘ مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید مولانا محمد یونس امروہی‘ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف‘ مولانا محمد صدیق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے مولانا انوری‘ مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند‘ مولانا مفتی زین العابدین فاضل ڈابھیل‘ مولانا محمد ضیاء القاسمی‘ مولانا صاحبزادہ فضل رسول‘ مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن‘ مولانا محمد اسماعیل گوجروی‘ مولانا عبیداللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ ایسے بیسیوں علماء‘ فضلاء‘ خطباء سے فیصل آباد کے در و دیوار روشن تھے۔ اس وقت ملک میں حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ‘ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ‘ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ‘ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ‘ مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ‘ مولانا سیّد عطاء المنعم بخاریؒ‘ مولانا محمد شریف جالندھریؒ‘ مولانا محمد شریف بہاولپوری‘ مولانا صاحبزادہ فیض الحسن‘ آغا شورش کاشمیریؒ‘ مولانا عبیداللہ انور‘ مولانا سیّد مظفر علی شمسی‘ علامہ احسان الٰہی ظہیر‘ مولانا عبدالستار روپڑی‘ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان‘ مولانا شمس الحق افغانی‘ مولانا عبدالستار خان نیازی‘ مولانا بادشاہ گل‘ مولانا غلام غوث ہزاروی‘‘ مولانا حکیم عبدالسلام ہزاروی‘ مولانا سیّد نور الحسن بخاری‘ مولانا مفتی محمود‘ مولانا دوست محمد قریشی‘ نوابزادہ نصر اللہ خان‘ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ایسے سینکڑوں علماء کرام کے علم و فضل کے چرچوں سے پاکستان گونج رہا تھا‘ ان سب حضرات سے مولانا تاج محمود صاحبؒ کے نہ صرف برادرانہ تعلقات تھے بلکہ یہ سب حضرات جب چنیوٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لاتے تو آتے جاتے مولانا تاج محمود صاحب کے ہاں ننھا طارق محمود ان کی زیارت سے مستفیض ہوتا اور ان کی میزبانی کی خدمات میں شریک ہوتا اور ان کی شفقتوں سے اپنے آپ کو مالا مال کرتا‘ حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ایک بار فیصل آباد مولانا تاج محمودؒ کے ہاں تشریف لائے تو

طارق محمود چند اوزار لے کر کسی چیز کے بنانے میں معصومانہ اداؤں کے ساتھ منہمک تھا' شاہ جی نے دیکھا تو فرمایا کہ تاج محمود میرا یہ بیٹا انجینئر ہے' پھر جب بھی حضرت شاہ جی مولانا کو خط لکھتے تو میرے بیٹے انجینئر کو پیار کے الفاظ ضرور لکھتے' اس ماحول میں صاحبزادہ طارق محمود صاحب نے بچپن گزارا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں صاحبزادہ ابھی بچپن کی زندگی گزار رہے تھے' مولانا تاج محمود صاحب کی گرفتاری کے لئے پولیس نے چھاپا مارا تو یہ معصوم صاحبزادہ واحد اپنی والدہ اور بہنوں کا نگہبان تھا۔ حضرت مولانا تاج محمود صاحب نے اردو' فارسی کالج کی بنیاد رکھی اور بنات الاسلام اسکول انجمن نصرت الاسلام کے تحت قائم کیا تو ان تمام سرگرمیوں میں اپنی عمر کے اعتبار سے صاحبزادہ صاحب سب کے نشیب و فراز سے واقف تھے۔ البتہ تمام اکابر علماء سے شناسائی اور ان سے برخوردارانہ تعلقات کے باوجود تبلیغی و جماعتی سرگرمیوں میں عملاً شریک نہ تھے' سوائے اس کے کہ چنیوٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس اور شہر کے جلسوں میں رفقاء اور دوستوں کے گروپ کے ساتھ سامع کی حیثیت سے شرکت کرتے اور بس۔

۱۹۸۴ء میں اپنے والد گرامی کی وفات کے تعزیتی جلسہ میں آپ نے پہلا عوامی خطاب کیا' اور بڑی گھن گرج اور اعتماد کے ساتھ ایسا پُر اثر بیان کیا کہ مولانا مرحوم کی وفات کے صدمہ سے نڈھال دوستوں کے بھی حوصلے بلند کردیئے' خطاب کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آپ کے کندھوں کو تھپکایا اور دونوں ہاتھوں سے صاحبزادہ صاحب کے چہرہ کو گرفت میں لے کر شفقت کا ہاتھ پھیرا' اس دن سے صاحبزادہ صاحب نے داڑھی رکھ لی اور اپنی تمام تر توانائیاں' مسجد' محراب و منبر' ہفت روزہ لولاک اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کردیں۔ پیپلز کالونی کی ایک مسجد میں جمعہ کے خطبہ کے لئے کمر باندھی اور تین چار ماہ میں دینی موضوعات پر خطاب کے لئے اتنی بھرپور تیاری کرلی کہ دوست و دشمن کو حیران کردیا' اپنے کاروبار کو سمیٹا' والد مرحوم کے قائم کردہ بنات الاسلام کی باقاعدہ نگرانی اور اہتمام کو سنبھالا' ان دنوں ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی' ملک کے بعض اہم جلسوں سے خطاب کیا' فیصل آباد میں تحریک ختم نبوت کے لئے دن رات ایک کردیئے۔ ۲۵ اپریل ۱۹۸۴ء کی شام کو بھاری بھرکم وفد لے کر راولپنڈی راجہ بازار مدرسہ تعلیم القرآن میں ۲۶/ اپریل کی آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے حکومتی تمام تر روکاوٹوں اور پابندیوں کے باوجود کانفرنس میں پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ ۲۶/ اپریل کو امتناع قادیانیت قانون منظور ہوا اور یوں فاتح بن کر راولپنڈی سے فیصل آباد تشریف لائے' برطانیہ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں کئی بار شریک ہوئے واپسی پر حرمین کی زیارت و عمروں کا شرف حاصل کیا۔

حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کی بیماری کے زمانہ میں فقیر کو حضرت کی موجودگی میں جمعہ پڑھانے کا اعزاز حاصل رہا۔ وفات کے بعد صاحبزادہ صاحب مرحوم کی خواہش پر حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے راقم کو جمعہ کے لئے حکم فرمایا' چار پانچ ماہ یہ سلسلہ چلا' محترم صاحبزادہ صاحب پیپلز کالونی سے جمعہ پڑھ کر جلدی گھر آجاتے' جمعہ کے بعد آستانہ محمودؒ پر حضرت مرحوم کے رفقاء کی مجلس لگتی' یوں صاحبزادہ صاحب مرحوم نے والد گرامی مرحوم کے تمام جماعتی و ذاتی حلقہ کے تمام دوستوں کے دلوں میں گھر کرلیا' کچھ عرصہ بعد سالانہ ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے لئے فقیر کو سفر کرنا تھا' جامع مسجد محمود میں خطبہ جمعہ کے لئے اب کسی بھی ساتھی کو ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت نہ تھی' محترم صاحبزادہ طارق محمود مرحوم و مغفور اپنی بھرپور محنت اور اخلاص بھری کوشش سے اس اسٹیج پر آگئے تھے کہ وہ والد مرحوم کے محراب و منبر کو سنبھالیں اور جانشینی کا حق ادا کریں' چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جامع مسجد محمود میں خطبہ جمعہ کا آغاز کردیا' فقیر برطانیہ کے سفر سے واپس کراچی حاضر ہوا' فون کر کے خیر خیریت دریافت کی' صاحبزادہ صاحب کی وضع داری اور شرافت دیکھیں کہ وہ فقیر سے کئی گنا اچھے خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے' لیکن بایں ہمہ فقیر کو حکم فرمایا اور بہت اصرار کیا کہ حسب سابق آپ خطبہ جمعہ کو جاری رکھیں' فقیر نے عرض کی کہ میں آپ کے والد گرامی کا ادنیٰ خادم و رضا کار تھا' میری سعادت تھی کہ حضرت مرحوم کی جگہ مجھے کھڑا کیا گیا' اب آپ نے ماشاء اللہ مجھ سے اچھا اس کام کو سنبھال لیا ہے' میرے لئے اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہوسکتی ہے کہ آپ کو آپ کے والد مرحوم کے منبر پر اس آب و تاب جاہ و جلال کے ساتھ خطاب کرتا دیکھوں' کسی جمعہ

آپ کا بیان سننے کے لئے آنا ہوا تو زہے نصیب ورنہ آپ اسے سنبھالیں‘ فقیر کی منت وخوشامد پر انہوں نے اصرار چھوڑ دیا‘ یوں آپ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا آپ کے جنازہ پر پاکستان کے سابق صدر ریٹائر جسٹس چوہدری محمد رفیق تارڑ صاحب نے بہت ہی خوبصورت جملہ کہا کہ:’’طارق نے اپنے والد کی جانشینی کا حق ادا کر دیا‘‘ اور واقعہ بھی یہی ہے بنات الاسلام ہائی اسکول کے تعلیمی وانتظامی امور کو عروج پر لے کر گئے‘ اپنے والد مرحوم کی خطابت پر مشتمل کیسٹوں‘ دینی کتب کے مطالعہ سے ’’صدائے محراب‘‘ خطابت پر کتاب لکھی‘ جسے آج پھر نو آموز خطیب کی بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بنیادی حیثیت حاصل ہے‘ آپ کئی ضخیم کتابوں کے مصنف تھے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے ہفتہ وار لولاک کو سنبھالا‘ نپی تلی تحریر جو ادبی ذوق کا مظہر اتم ہوتی تھی‘ ان کے جاندار اداریوں سے ہفتہ وار لولاک کی ساکھ کو برقرار رکھا‘ اپنے والد گرامی کی جگہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن نامزد ہوئے‘ کئی بار مجلس کے شعبہ نشر واشاعت کے مرکزی ناظم مقرر ہوئے‘ غرض آپ نے اپنی بھرپور صلاحیتوں اور انتھک محنت سے خوب نام ومقام پیدا کیا۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے تمام تر انتظامات آپ کی توجہ سے ہوتے۔ اس سال وفات سے چندروز بعد ہونے والی ۲۵ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی استقبالیہ کے آپ صدر تھے اور آپ کے نام سے دعوت نامہ شائع ہوا۔

آپ نے اپنے والد گرامی کی قائم کردہ مسجد کو نئے سرے سے تعمیر کرنے اور وسیع کرنے کا منصوبہ بنایا‘ فیصل آباد کے ایک صاحب خیر (اللہ تعالیٰ ان کے مال واولاد عمر اور نیک اعمال میں برکت نصیب فرمائیں) انہوں نے تعمیر کے لئے حامی بھری‘ پرانی مسجد کے ساتھ ملحقہ آبائی مکان گرا کر مسجد میں شامل کیا‘ نقشہ بنا‘ تعمیر شروع ہوئی‘ فلک بوس خوبصورت دیدہ زیب مسجد تو تعمیر ہوگئی‘ لیکن صاحبزادہ مرحوم تھک گئے‘ ریلوے کالونی سے اپنا گھر پیپلز کالونی منتقل کر لیا‘ اسکول جناح کالونی میں‘ مسجد کی تعمیر ریلوے کالونی میں‘ جماعتی گھریلو ذمہ داریاں‘ تبلیغی دورے پورے ملک میں‘ ان مصروفیتوں نے صاحبزادہ کو ایسا پھنسایا کہ شوگر کے مریض ہوگئے‘ پھر بھی ہمت نہ ہاری‘ کچھ عرصہ بعد دل کی تکلیف نے ڈیرے ڈال دیئے‘ ڈاکٹروں نے آرام کا مشورہ دیا‘ آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو تقسیم کرنا شروع کیا‘ ان مصروفیتوں کے باعث ہفتہ وار لولاک کی اشاعت سخت متاثر ہوئی‘ تو اسے بجائے ہفت روزہ کے ماہنامہ کر دیا‘ اور بجائے فیصل آباد کے ملتان سے شائع کرنے کے لئے کلیۃً مجلس کے سپرد کر دیا‘ صرف اداریہ لکھنے کی ذمہ داری قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ آخری روز فون کر کے جو فقیر کے لئے مرحوم کا آخری فون تھا اطلاع دی کہ اداریہ لکھ لیا ہے‘ مسجد کے ساتھ مکان کی ضروری تعمیر سے بھی فارغ ہوگیا ہوں‘ کل پرسوں تک چناب نگر کورس کے شرکاء کو لیکچر دینے کے لئے بھی حاضر ہوں گا‘ کانفرنس کے لئے اسپیکر ولائٹ کا ایک پارٹی کے ذمہ کام لگا دیا ہے‘ اب کانفرنس اور جماعتی کاموں کے لئے جہاں فرمائیں گے بالکل فارغ ہوں‘ تقریباً دس بجے فون پر بہت ہی پر اعتماد گفتگو فرمائی‘ عصر سے قبل اطلاع ملی کہ وہ آخرت کو سدھار گئے‘ جس دن کورس کے لئے چناب نگر آنا تھا‘ اسی دن فیصل آباد جنازہ ہوا‘ ہزاروں کا اجتماع تھا‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مخدومی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے امامت فرمائی‘ ظہر سے قبل اپنے والدین کے پہلو میں آسودہ حال ہوئے‘ عاش محموداً ومات محموداً...... رفتید ولے نہ از دل ما...... رہے نام اللہ تعالیٰ کا کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

قارئین کرام! فقیر کو اپنی زندگی میں پہلی بار حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان مرحوم کی شہادت پر کئی دن قلم پکڑنے کی ہمت نہ ہوسکی‘ اب دوسری بار صاحبزادہ مخدومی ومخدوم زادہ طارق محمود صاحب کی وفات کے بعد تقریباً پندرہ روز گزرنے کے بعد آج قلم اٹھایا‘ لیکن ان کی وفات کے تذکرہ پر پہنچ کر دماغ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی ہے کہ ان کے جنازہ اور بعد کے حالات قلمبند کرنے کی ہمت تو درکنار تصور سے بھی طبیعت میں گھبراہٹ طاری ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جواں سال صاحبزادہ مبشر محمود جو حافظ وقاری ہیں‘ انہیں اپنے والد کا جانشین بنائے‘ بڑے صاحبزادہ شاہد محمود‘ حافظ فہد محمود اور ان کی بہنوں کو صبر جمیل نصیب فرمائے‘ اس پر اکتفا کرتا ہوں کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الامی الکریم۔

ایک مکمل دین

مولانا فضل الرحمٰن

’’بھز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی اس آیت: ’’کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ‘‘ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ سنا کہ تم ستر امتوں کے خاتم ہو‘ آپ ان کا اتمام کررہے ہیں‘ آپ سے پہلے ستر امتیں گزری ہیں اور تم ان سب میں بہتر ہو‘ سب سے زیادہ شرف والے ہو‘ اللہ کے سامنے۔‘‘ (ترمذی وابن ماجہ)

ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تمام امتوں پر شرف حاصل ہے‘ یہ امت خاتم الامم ہے‘ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں‘ اسی طریقہ سے آپ کی امت بھی تمام امتوں کے لئے خاتم ہے‘ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین عطا کیا گیا وہ دین تمام ہے کامل اور مکمل ہے: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ‘‘ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا ہے...... جب دین مکمل ہوجاتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اب انسان کے لئے کسی اور دین کی حاجت نہیں رہی اور جب کسی اور دین کی حاجت نہیں ہوگی تو پھر مزید کسی اور وحی کی ضرورت نہیں ہوگی اور جب کسی اور وحی کی ضرورت نہیں ہوگی تو پھر کسی اور پیغمبر کی ضرورت نہیں ہوگی‘ لہٰذا جو دین آپ کو عطا کیا گیا وہ آخری‘ کامل اور مکمل دین ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے جہاں اس دین کے کمال کا اعلان فرمادیا ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا ہے یعنی دین ایک ہی ہے اور وہ ہے دین الٰہی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ ہی کا م انسان کے پاس آتا رہا اور جتنا جتنا انسان بڑھتا رہا اس کی استعداد بھی بڑھتی رہی‘ اس استعداد کے مطابق اللہ کی طرف سے دین آتا رہا اور یہاں تک کہ جب انسان بالکل جوان ہوگیا اور اس کی استعداد کامل ہوگیا اور اس کی عقل تمام ہوئی‘ جب انسان تمام ہوگیا اس کا عقل مکمل ہوگیا جیسے بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ عقل کے حوالے سے انتہائی کمزور ہوتا ہے اور ابتداء میں گھر میں اس کو ایک لفظ دوسرا لفظ تیسرا لفظ پڑھایا جاتا ہے‘ وہ اپنی ماں کے ماحول کو سمجھتا ہے اس کے آگے کچھ نہیں سمجھتا اور پھر رفتہ رفتہ وہ گھر کے ماحول کو جانتا ہے اور پھر عمر بڑھتی ہے تو پھر وہ محلے میں باہر آتا ہے اور پھر محلے میں اپنے پڑوسیوں کو جانتا ہے‘ اپنے رشتہ داروں کو جانتا ہے اور پھر بالآخر جب وہ جوان ہوجاتا ہے تو اس کی شادی کردی جاتی ہے‘ پھر اس کا اپنا گھر بن جاتا ہے‘ پھر وہ اپنا نظام خود چلا رہا ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب انسانیت کے پاس مبعوث ہوئے تو انسانیت بالغ ہوچکی تھی اور اپنے کامل مکمل دین اور اپنا نظامِ حیات اور اپنا لائحہ زندگی اس کے حوالہ کرکے اس کو چھوڑ دیا گیا کہ اب قیامت تک کے لئے آپ کا یہی دین ہوگا‘ یہی نظام ہوگا نہ کسی نئی وحی کی ضرورت ہوگی اور نہ اس کے بعد کوئی نئی امت آئے گی اور ایک اللہ کا احسان بھی ہے ہم پر اس طرح کہ پچھلی امتوں میں ایک امت کے بعد اگلی امت جب آتی تھی تو ان کے عیب ان پر ظاہر ہوتے تھے پھر اس کے بعد امت آتی تھی تو اس پر اس کے عیب ظاہر ہوتے تھے‘ اب عیب تو ہمارے اندر بھی ہیں لیکن ہمارے بعد کوئی ایسی امت نہیں آئے گی جو ہمارے عیبوں کا تذکرہ کرے گی‘ یہ ساری ایک ہی امت کہلائے گی اور قیامت تک امتِ مسلمہ کہلائے گی لیکن ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک کامل اور مکمل دین ہمارے حوالے کردیا اور ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے اور قرآن کریم منبع ہدایت ہے‘ دین اسلام راہِ ہدایت ہے‘ راہِ حق ہے‘ راہِ نجات ہے‘ جب یہ نعمت اس امت کو مل گئی ’’واتممت علیکم نعمتی ‘‘ تو یہ نعمت ملنے کے بعد اب یہ ذمہ داری امتِ مسلمہ پر آئی کہ وہ انسانیت جس کو ابھی تک پیغام نہیں پہنچا ہے وہ انسانیت جو ابھی بھٹک رہی ہے‘ اس انسانیت کو اس راہِ حق کی طرف بلائے یہ وہ ذمہ داری ہے اور یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ اگر یہ امت اس ذمہ داری کو پورا کرے تو یہ سبب اور وجہ بنتی ہے تمام امتوں پر اس کو فوقیت کا‘ تمام

امتوں کے مقابلہ میں اس کے شرف اور کرامت کا تو ''کنتم خیر امۃ'' کی اضافت ہے' صفت کی اپنے موصوف کی طرف کہ تم بہترین امت ہو اور ''اخرجت للناس'' یہ اگلا جملہ صفت بنتا ہے' امت کی کہ جو انسانوں کی طرف بھیجے گئے ہو' انسانیت کی طرف تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہو' مقصد کیا ہے؟ ''تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر'' کہ بھلائی کا حکم دو گے ان کو اور برائی سے روکو گے۔ اللہ تعالیٰ کی پوری وحی اور پھر قرآن کریم کا خلاصہ ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور آخرت کی جزا و سزا کا دارومدار اس پر ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام ''مبشرین'' اور ''منذرین'' ہیں۔ یہ تبشیر وانذار کا جو سلسلہ ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام مبشرین اور منذرین ہیں تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اچھی باتوں کا حکم دیا یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کرنے کو کہا' وہ کر دیا جو چیز اللہ نے نہ کرنے کو کہا وہ نہ کیا' بُری چیز سے ہاتھوں کو روکا' اچھے کاموں کو کیا تو پھر اس کے لئے پیغمبر جو ہے وہ ''مبشر'' ہے' یعنی آخرت میں اس کے اچھے بدلے کی خوشخبری دینے والا ہے اور اگر کوئی شخص جو اللہ نے کرنے کو کہا اسے کرتا نہیں جس سے اللہ نے روکا اسے کرتا ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام ایسے لوگوں کے ''منذرین'' بُرے بدلے سے ڈرانے والے ہیں کہ آخرت میں اس کا بدلہ تمہیں ملے گا سزا ملے گی تمہیں اس چیز کی' تو یہ امت جو ہے یہ انفع ہے لوگوں کے لئے ''خیر الناس من ینفع الناس'' تو اس لحاظ سے یہ امت خیر امت ہے کہ ''اخرجت للناس لکی تنفع الناس'' انسانیت کو نفع پہنچائے اور وہ نفع کیا پہنچائے گا کہ معروف کا امر کرے اور منکر سے روکے' یہ سب سے بڑی انسانیت کی خدمت ہے اور اس بات کو ہمیں سامنے رکھنا چاہئے کہ ہمارا دین پوری انسانیت کا خیرخواہ ہے:

''تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو
جو خیر کی طرف بلائے اور نیک عمل کرنے کو کہا
کرے' اور برے اعمال سے منع کیا کرے۔''

اب تمام امتوں کے مقابلہ میں خیر امت یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور پھر اس امت کے اندر وہ جماعت کہ جو یہ فریضہ سرانجام دے رہی ہو جو لوگ یہ فرض سرانجام دے رہے ہیں' ان لوگوں کو پھر اس امت کے اندر ایک خاص فضیلت حاصل ہے' اب یہ وہ لوگ ہیں جو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں' نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں' اب انسان کو جب آپ بھلائی کی طرف بلاتے ہیں' دعوت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں تو مقصود یہ ہوتا ہے کہ انسان کو ہدایت ملے یہ راہِ حق جو اللہ نے مجھے نصیب کیا ہے یہ اس کو بھی ملے تو اس کے پیچھے انسانیت کے ساتھ ہمدردی کے علاوہ کوئی اور دوسرا جذبہ ہو نہیں سکتا' لہٰذا یہ کہنا جیسے آج کل دنیا میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ مسلمان بڑے تنگ نظر ہیں' پھر مسلمانوں کے اندر جو مذہبی لوگ ہیں مولوی طبقہ ہے یہ بڑا تنگ نظر ہے اور اس میں شدت ہے انتہاپسندی ہے' اب جو لوگ قرآن کو جانتے ہیں' حدیث کو جانتے ہیں جو علومِ قرآن کے حامل ہیں' جن کو اللہ نے یہ علم عطا کیا ہے' اس ذمہ داری سے آگاہ کیا ہے کہ آپ نے انسانیت کی بھلائی کی طرف جانا ہے اور پھر وہ لوگ اس ذمہ داری کو پورا کر رہے ہیں کہ ساری انسانیت بھلائی کی طرف آ جائے اور ایک برادری بن جائے' اس کے بارے میں تاثر دے رہے ہیں کہ یہ لوگ تنگ نظر ہیں' لہٰذا ایک بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ یہ ہمارے اعصاب کو متاثر کرنے کی کوشش میں ہیں' ہمیں مرعوب کرنے کی یہ کوشش ہے' ہمیں پختہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ ہمارے لئے معیار کا تعین قرآن کریم نے کرنا ہے' مغربی ذرائع ابلاغ ان کا پروپیگنڈا وہ جو تاثر دنیا میں دے رہے ہیں اس سے ہمیں مرعوب نہیں ہونا۔

قرآن کریم میں اس خیر امت کے بارے میں ہے: ''وکذالک جعلنا کم امۃ وسطاً'' کہ ہم نے تمہیں ایک میانہ رو امت بنایا ہے' تاکہ تم پوری انسانیت پر گواہ رہو اب گواہی کس بات کی؟ ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امت جب اپنی اس ڈیوٹی کو سرانجام دے گی اس فرض کو سرانجام دے گی کہ تمام انسانیت تک اس نے اللہ کا دین پہنچا دیا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس پر ایمان لایا' ایسا ایمان جیسے کہ وہ مشاہدہ کر رہا ہو' خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا یہ شاید اتنی بڑی حقیقت نہ ہو جتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا ہوا ہزار واسطوں سے بھی ہمیں پہنچے' وہ جتنی بڑی حقیقت ہوتا ہے' لہٰذا پوری امت گواہی دے گی: یا اللہ! جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آپ کا پیغام پہنچایا تھا' ہم نے وہ سارا تمام انسانیت کے سامنے پہنچا دیا ہے اور اپنا یہ فرض پورا کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت پر گواہ ہوں گے کہ یا اللہ جو کچھ آپ نے میرے حوالے کیا وہ ساری امانت میں نے اس امت کے حوالہ کر دی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر گواہ ہوں گے اور ہم لوگ پوری انسانیت پر گواہی دیں گے حتیٰ کہ پچھلی امتوں کے بارے میں بھی کہ جن کو ہم نے دیکھا نہیں پہلے گزری ہیں' لیکن ان کے احوال اور ان کے سزا و جزاء کا جو معاملہ ہے' اس پر بھی ہم کہیں گے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے نبیوں نے یہ پیغام ان تک پہنچایا تھا اگلے لوگوں پر بھی ہم گواہ ہوں گے۔ یہ خیر امت کی علامت ہے ''کنتم خیر امۃ'' لیکن ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ یہ فریضہ جو ہے یہ بے صبری سے تلخی سے اور

تنگ نظری سے نہیں ہوگا' میانہ روی کے ساتھ ہوگا ''کنتم خیر امة اخرجت للناس '' رویوں میں نرمی پیدا کرو لب ولہجہ میں شائستگی ہو' دانائی بھی ہو اور پھر شائستہ انداز گفتگو بھی ہو' آدمی کتنا خوبصورت الفاظ استعمال کیوں نہ کرے' لیکن لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے میں اس کے پاس عقل نہیں ہے' حکمت نہیں ہے' دانائی کے ساتھ معاملات نہیں نمٹاتا تو وہ اچھی گفتگو بھی بے اثر ہوجاتی ہے اور دانائی آپ کے ساتھ جتنی اچھی ہو جتنی بھی اچھی منصوبہ بندی کے ساتھ آپ بات کریں' لیکن بات جو ہے وہ تلخ ہو کڑوی ہو' گالم گلوچ ہو اس میں شدت ہو' اثر نہیں کرے گی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر آپ سخت گیر آدمی ہوئے دل میں آپ کے سختی آئی تو لوگ رُخ پھیر لیں گے۔'' اب یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو پوری دنیا میں پھیل گئے اور جہاں گئے انسانیت نے انہیں قبول کیا تو ظاہر ہے کہ نرم رویئے کے ساتھ گئے ہوں گے' اعتدال کے ساتھ گئے ہوں گے' ہر مرحلہ پر انہوں نے میانہ روی کا مظاہرہ کیا ہوگا شدت کا مظاہرہ نہیں کیا ہوگا' حکمت کے ساتھ بات کی ہوگی' شائستہ لب ولہجہ کے ساتھ بات کی ہوگی تب جا کر انسانیت نے انہیں قبول کیا' لہٰذا آج کے دور میں اگر ہم واقعتاً خیر امت بننا چاہتے ہیں اور خیر امت کا مظہر بننا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اس کتاب میں جو کچھ آپ کو پڑھایا گیا یہ وہی تعلیمات ہیں کہ جب یہ ہماری زندگی میں آتی ہیں اور ہم اس کو پوری امانت کے ساتھ اور اسی رویہ کے ساتھ دوسری انسانیت تک پہنچاتے ہیں تو یقیناً پھر یہ خیر سے خالی نہیں ہے' تو یہ خیر امت ہے جو نافع ہے تمام انسانیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا مصداق بنائے۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

نعت رسول مقبولؐ

بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جناب مولانا عبداللہ عباس ندوی مدظلہ جہاں ایک صاحبِ ذوق انشاء پرداز' منفرد نثر نگار' زبان وادب کے رمز شناس ہیں اور علوم اسلامی پر گہری نگاہ کے حامل ہیں' وہیں شعر وسخن کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ مولانا موصوف نے درج ذیل نعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پانچوں حروف م' ح' م' اور د کی مناسبت سے یہ پانچ اشعار کہے ہیں۔ حرفی رعایت سے مولانا موصوف نے اپنی دقیقہ سنجی اور فکر رسا سے معانی کی وہ عظیم اور دلکش دنیا سجائی ہے جو دل اور نگاہ دونوں کو بیک وقت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے ''خطباتِ حیدر آباد'' کی ایک نشست میں جب یہ نعت پڑھی گئی تو سامعین نے ایک خاص کیف وسرور محسوس کیا۔

لاریب کہ ہے نورِ خدا نامِ محمدؐ
ناموسِ وفا' صدق و صفا نامِ محمدؐ

ہے ''م'' سے محبوبِ عالم کا اشارہ
آنکھوں کی ضیاء دل کی جلا نامِ محمدؐ

''ح'' سے ہے حیاتِ ابدی جاں بہ لبوں کی
جاں آ گئی تن میں جو لیا نامِ محمدؐ

ہے ''م'' مکرر سے عیاں مہر نبوت
مصدر ہے محبت کا سدا نامِ محمدؐ

ہے ''د'' دلیل کرم و لطف و عنایت
داروئے شفا' دُکھ کی دوا نامِ محمدؐ

لیلۃ القدر کی برکات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:

حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی) نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالہ ''فضائل رمضان'' کے خاتمہ میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ: خاتمے میں ایک طویل حدیث' جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں' ذکر کرکے ں رسالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے' جس کا نام ''مثیرہ'' ہے (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں' جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی' پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہوکر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا' تاکہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ ''رضوان'' سے پوچھتی ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے' جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور ''مالک'' یعنی جہنم کے داروغہ سے فرمادیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے' اور حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور ''سرکش شیاطین'' کو قید کرو' اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک ''منادی'' کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا کہ جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں' اور ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہوچکے تھے' اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان المبارک سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے' ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں' اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں' وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں' ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو بیت اللہ شریف کے اوپر کھڑا کردیتے ہیں' اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں' جن میں سے دو بازوؤں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں'

جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں‘ پھر جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا (حکم) فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو‘ نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو‘ اس کو سلام کریں‘ اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں‘ صبح تک یہی حالت رہتی ہے‘ جب صبح ہوجاتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حاجتوں اور مؤمنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ چار اشخاص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے)‘ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو‘ تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو اور ناتا توڑنے والا ہو‘ چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو‘ جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو (اس کا نام آسمانوں) پر ”لیلۃ الجائزۃ“ یعنی ”انعام کی رات“ سے لیا جاتا ہے۔ اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں‘ وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں‘ اور ایسی آواز سے جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے‘ پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو‘ جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے‘ اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے‘ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا پورا کام کرچکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی‘ اور بندوں سے خطاب فرماکر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے عطا کروں گا‘ اور دنیا کے بارے میں جو سوال کروگے‘ اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھوگے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا)‘ میری عزت کی قسم! اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کروں گا۔ پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ‘ تم نے مجھے راضی کردیا‘ میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو ان کو عید الفطر کے دن ملتا ہے‘ خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم یا اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔ آمین۔“ (فضائل رمضان صفحہ ۶۰)

شب قدر رحمت خداوندی کی رات:

میں نے حدیث کا صرف ترجمہ پڑھا ہے۔ اس پر شیخ نوراللہ مرقدہ‘ نے کچھ فوائد بھی لکھے ہیں‘ ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر سا نقشہ اس حدیث شریف میں آیا ہے‘ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حال پر کتنی عنایت اور کتنی رحمت ہے اور کریم آقا نے اپنے بندوں کو بخشنے کے لئے کیا کیا سامان تیار کر رکھے ہیں۔ یہ ستائیسویں رات عام طور پر شب قدر کی رات کہلاتی ہے‘ یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ شب قدر کی رات کون سی ہے؟ کون سی طاق رات میں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس میں علماً کے بہت سے اقوال ہیں‘ عام علماً کرام کا رجحان یہ ہے کہ ستائیسویں کی رات شب قدر ہوتی ہے۔ بہرحال شب قدر خواہ کوئی سی رات میں ہو‘ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ اب اس سلسلے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً چند باتیں عرض کروں۔

حضرت عائشہؓ کی براُت کا واقعہ:

پہلی بات یہ ہے کہ سورۂ نور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں کے بہتان لگانے کے قصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ منافقوں کی اس لب تراشی سے متاثر

ہوکر ایک دو مخلص مسلمان بھی اس میں ملوث ہوگئے تھے وہ بھی باتیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت الفاظ میں ان کو تنبیہ فرمائی ہے:

”اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔“

کسی مسلمان پر تہمت لگانا‘ اور مسلمان بھی کون؟ مسلمانوں کی ماں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا‘ ان پر کسی مسلمان کی طرف سے گندگی کا منسوب کیا جانا کوئی چھوٹی بات ہے؟ حضرت مسطح ابن اثاثہ مہاجرین میں سے تھے اور نادار فقیر تھے‘ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے‘ ان کے تمام خرچ اخراجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھاتے تھے‘ یہ بھی منافقوں کی باتوں سے متاثر ہوکر اُم المؤمنینؓ کے بارے میں ایسی باتیں کرنے لگے‘ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اولئک مبرء ون مما یقولون الخ یعنی منافق لوگ جو بدزبانی کررہے ہیں‘ یہ حضرات اس سے بری ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رنج کا واقعہ:

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ تو آنا ہی چاہئے تھا‘ چنانچہ انہوں نے غصے میں قسم کھالی کہ آئندہ مسطح ابن اثاثہ کو خرچ نہیں دوں گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ غصہ اللہ کی خاطر تھا‘ کسی کی بیٹی پر ایسی تہمت لگائی گئی ہو تو خود سوچئے کہ پھر ہمارا معاملہ اس تہمت لگانے والے کے ساتھ کیا ہوگا؟ بیٹی پر بدکاری کی تہمت کون برداشت کرتا ہے؟ پھر یہ بیٹی بھی تو عام بیٹیوں جیسی نہیں تھی‘ بلکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور غصہ میں قسم کھالی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی اس قسم سے باز رکھنے کے لئے سفارش فرمائی‘ گویا مسطح کی سفارش کی کہ ان کا خرچ بند نہ کیا جائے۔ ”ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعة الخ“ یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش ہیں‘ جو صاحب خیر ہیں‘ وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں ”ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله“ کہ وہ اپنے قرابت والوں کو جو کہ فقیر ہیں اور مہاجر فی سبیل اللہ ہیں‘ ان پر خرچ نہیں کریں گے اور ان کو آئندہ خرچ نہیں دیں گے۔ ”ولیعفوا ولیصفحوا“ یعنی ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں۔ ”الا تحبون ان یغفر الله لکم“ یعنی کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے تو تم بھی ان لوگوں کو بخش دو اور درگزر سے کام لو‘ تم اللہ کے قصوروار ہو اور ان کی مغفرت کی امید رکھتے ہو تو لازم ہے کہ تم قصور والوں کو معاف کردو۔ ”ان الله غفور الرحیم“ بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے‘ کیونکہ تمہارا مجرم کوئی ایک آدھ آدمی ہوگا اور اس کے جرم بے شمار ہیں۔ تمہارا قصور کسی نے کوئی ایک آدھ کیا ہوگا‘ اس کے بندوں نے بے شمار جرائم اور بے شمار قصور کئے ہیں‘ جب ان تمام جرائم کے باوجود اور ان تمام قصوروں کے باوجود بندے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے‘ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے تو اگر کسی نے تمہارا ایک آدھ قصور کردیا تو تم بھی معاف کردو۔

ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعة

یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور گنجائش والے ہیں‘ صاحب فضیلت اس شخص کو کہتے ہیں‘ جس کو بڑائی حاصل ہوتی ہے‘ اور صاحب گنجائش وہ شخص ہے‘ جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی نسبت مال زیادہ عطا فرمایا۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت:

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں تقریباً پندرہ وجوہ سے‘ پندرہ دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تھے‘ اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ان کو ”اولوالفضل“ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش کہ قصوروار کو معاف کردیا جائے:

اور اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ‘ جن کی ہستی سے بڑی کوئی ہستی نہیں‘ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک قصوروار کا قصور معاف کروانے کے لئے اور ایک مجرم کو درگزر کرنے کے لئے سفارش فرمارہے ہیں‘ اور سفارش کا انداز بھی عجیب وغریب اختیار فرمایا کہ پہلے ان کی فضیلت بیان فرمائی اور پھر ان کی فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ ہاں‘ ہاں‘ آپ جیسے آدمی کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہئے۔ گویا ان کو فرمایا کہ تم اتنے بڑے آدمی ہو‘ اور پھر اتنی چھوٹی بات پر قسم کھاتے ہو؟ نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے‘ بلکہ: ”ولیعفوا ولیصفحوا“ معاف کردو اور درگزر سے کام لو‘ اور پھر آخری بات فرادی: ”الا تحبون ان یغفر الله لکم“ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے؟ ظاہر ہے کہ کون نہیں چاہے گا

کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں‘ جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتے ہوتو خود بھی لوگوں کے ساتھ بخشش کا معاملہ کرو۔

بخشش چاہتے ہوتو تم دوسروں کومعاف کردو:

میں نے یہ جو قصہ ذکر کیا ہے‘ اور قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کا حوالہ دیا ہے‘ میرا مدعا صرف اتنا ہے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں‘ ٹھیک ہے بھائی! ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں‘ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا بھی کسی نے کوئی قصور کیا ہوگا‘ کیا ہم نے اس کو معاف کردیا؟ تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے لئے اپنے تمام قصورواروں کو معاف کردیں۔ آج کے دن تک اور آج کی رات تک ہمارا جس شخص نے بھی جو بھی قصور کیا ہو‘ ہمیں صدمہ پہنچایا ہو‘ ہمیں رنج پہنچایا ہو‘ کوئی نازیبا حرکت اس نے کی ہو‘ سب کو معاف کردیں‘ اور ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہماری طرف سے سب کو تمام قصور معاف ہیں‘ کیوں؟ اس لئے کہ خود ہماری معافی کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہے‘ ہم معاف کردیں گے تو ہمارے لئے بھی معافی کا حکم ہوجائے گا‘ جب ہم سب کو معاف کرکے بارگاہ الٰہی میں معافی طلب کرنے کے لئے آئیں گے تو انشاء اللہ ہمیں بھی معافی کا پروانہ مل جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے:

”الرحمن یرحمھم الرحمن“

”رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔“

”ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء“

”تم زمین والوں پر رحم کرو‘ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔“ (مشکوٰۃ:۴۲۳)

تو ایک گزارش تو میری یہ ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ‘ اپنے ہمسایوں کے ساتھ‘ اپنے تعلق والوں کے ساتھ‘ ہماری کوئی نہ کوئی لڑائی چلتی رہتی ہے‘ کون آدمی ہے جس کی کسی کے ساتھ لڑائی نہ ہو؟ بندہ‘ بندہ ہے‘ کمزور ہے‘ کبھی کسی کی حالت سے رنج ہوتا ہے‘ کبھی کسی کی بات سے آدمی کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے‘ اور بعض لوگ تو رنجیدہ ہوکر قسم کھالیا کرتے ہیں کہ میں تو بالکل معاف نہیں کروں گا۔ اچھا بھائی! تم معاف نہیں کروگے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا یہ چاہو گے کہ اللہ تعالیٰ بھی قسم کھالیں کہ وہ بھی تمہیں معاف نہیں کریں گے؟ نہیں! ہم تو کمزور بندے ہیں‘ ہم تو یہ چاہیں گے کہ اللہ کریم ہمیں معاف کردیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کردیں تو خود سوچو کہ پھر ہمیں ایسی قسم کھانے کا کیا حق ہے؟ اور اس کا کیا جواز ہے؟

شب قدر کی دعا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا مانگوں؟ فرمایا کہ اللہ رب العزت سے یہ کہنا:

”اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی“

”یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں‘ یا اللہ! مجھے بھی معاف کردیجئے۔“

(مشکوٰۃ:۱۸۲)

یہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ تو معلوم نہیں کہ آج کی رات رمضان کی (یعنی ستائیسویں شب) ہی ”شب قدر“ ہے یا کوئی اور رات شب قدر ہے۔ بہرحال وہ ہم پر گزرے گی اور رحمتیں و برکتیں بکھیر کر جائے گی۔ ہمیں پتہ چلے یا نہ چلے۔ ہمیں پتہ ہونا ضروری نہیں۔ پتہ چلے گا اس دن‘ جس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہم پر اس شب مبارک کی وجہ سے انعامات ہوں گے۔ بہرحال اس شب قدر کی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلقین فرمائی: ”اللھم انک عفو“ یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں۔ ”تحب العفو“ آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں‘ مخلوق انتقام لینا چاہتی ہے اور انتقام کو پسند کرتی ہے‘ لیکن یا اللہ! آپ انتقام لینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ ”فاعف عنی“ پس مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے‘ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ: ”تخلقوا باخلاق اللّٰہ“ ”اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔“

اگر ہم اللہ سے معافی کے طالب ہیں تو لازم ہے کہ ہم بھی تمام لوگوں کو معاف کردیں۔ آج سے لوگوں کے تمام کھاتے بے باق کردیں۔

چار آدمی جن کی بخشش نہیں ہوتی:

اب دوسری بات‘ حدیث شریف جو میں نے آپ کو سنائی‘ اس میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ چار آدمیوں کی بخشش اس رات میں بھی نہیں فرماتے۔ رمضان المبارک میں جیسا کہ آپ نے سنا‘ ہر رات دس لاکھ ایسے آدمیوں کی بخشش کی جاتی ہے جن پر جہنم واجب ہوچکی تھی‘ اور ان سے فرمادیا جاتا ہے کہ جاؤ آزاد کیا‘ اور رمضان المبارک کی آخری رات میں اتنے لوگوں کو معاف کیا جاتا ہے‘ جتنے لوگوں کو یکم رمضان المبارک سے آخری رات تک معاف کیا گیا تھا۔ اللہ اکبر! اتنے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمت الٰہی کا گویا سیلاب ہے‘ جو بندوں کے گناہوں کو بہا کرلے جاتا ہے۔ لیکن چار آدمیوں کی بخشش رمضان المبارک کی عام راتوں میں تو کیا‘

شب قدر میں بھی نہیں ہوتی۔ بھئی ان سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا؟ شب قدر میں جب کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی کا اعلان کیا جارہا ہے' ان کی بخشش نہیں ہورہی۔ وہ چار کون ہیں؟ ایک تو شراب کا عادی' ایسا بلانوش کہ جس نے شراب سے توبہ نہ کی ہو' اور اس گناہ سے توبہ کرنے کی اس کو توفیق نہ ہوئی ہو۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کی ایک کرامت:

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نور اللہ مرقدہٗ کا جس دن انتقال ہوا' اس دن ہم لوگ حضرت کے مکان پر جمع تھے' حضرتؒ کے صاحبزادے نے ایک قصہ سنایا' کہنے لگے کہ ایک شخص مطب میں آیا' مجھ سے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہیں؟ اس وقت حضرتؒ کی رہائش بھی اسی احاطے میں تھی' جہاں پاپوش میں حضرتؒ کا مطب تھا اور عصر کے بعد حضرتؒ کی مجلس لگتی تھی۔ میں نے کہا: بیٹھے ہیں' مجلس لگی ہوئی ہے۔ مطب کا جو دروازہ احاطے کی طرف کھلتا تھا' اس نے وہ دروازہ کھولا اور دونوں کواڑ پکڑ کر کھڑا ہوا کچھ دیر حضرتؒ کو دیکھتا رہا' اور واپس آ کر دوبارہ بیٹھ گیا' اور کہنے لگا کہ تم کو ایک قصہ سناتا ہوں' میں نہ ان کا شاگرد ہوں' نہ مرید اور میں نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا' مجھے شراب پینے کی عادت تھی' میری بیوی بچے دوست احباب سب نے اس کو چھڑانے کی ہر چند کوشش کی لیکن:

''چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی''

ایک شادی کی تقریب میں' میں مدعو تھا' حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی وہاں تشریف لے گئے اور میرے جانے سے پہلے حضرتؒ وہاں بیٹھک میں تشریف فرما تھے' اور جس طرح اس وقت محفل گرم ہے' اسی طرح لوگ حضرتؒ کے اردگرد جمع تھے' حضرتؒ اپنے ملفوظات بیان فرمارہے تھے' میں دروازے میں داخل ہوا تو حضرتؒ اپنی بات چھوڑ کر میری طرف دیکھنے لگے' اور جب تک میں بیٹھ نہیں گیا' برابر میری طرف دیکھتے رہے' جب میں بیٹھ گیا تو حضرتؒ نے پھر اپنی بات شروع کردی' وہ دن ہے اور آج کا دن' میں نے دوبارہ نہیں پی۔ ایک نظر کافی ہوگئی۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی' حضرتؒ کا شعر ہے:

جسے پینا ہو آنکھوں سے وہ میری بزم میں آئے
مرا دل چشم مست ناز ساقی کا ہے میخانہ

حضرتؒ کی ایک اور کرامت:

ایک قصہ یاد آیا جو ایک بزرگ نے سنایا تھا' ستر (۷۰) سال کے بڑے میاں تھے' حضرتؒ سے تعلق تھا' کسی لڑکی کو ٹیوشن پڑھانے لگے اور وہ بدبخت ان کے دل میں بیٹھ گئی۔ اب ستر سال کا بوڑھا ایک چھوکری کو دل دے بیٹھا۔

بوڑھوں سے بھی پردہ کیا جائے:

بھئی! بڑے بوڑھوں سے بھی پردہ کرنا چاہئے' لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ضعیف العمر بابا جی ہیں' ان سے کیا پردہ؟ حالانکہ لوگ نہیں جانتے کہ پرانا سانپ زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔ الغرض یہ بڑے صاحب تین چار مہینے پریشان رہے کہ کیا کروں' کسی کو کیسے بتاؤں؟ جب پریشانی حد سے سوا ہوئی تو آخر فیصلہ کرلیا کہ آج حضرتؒ کی خدمت میں جاکر عرض کرتا ہوں' وہ اس بلا سے نجات کی کوئی تدبیر بتلائیں گے' وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مسئلہ بتایا کہ حضرت کیا کروں؟ آپ کوئی تدبیر بتلائیے؟ حضرت نے سن لیا' جواب میں ایک لفظ نہیں فرمایا' بس سن لیا اور خاموش رہے' اس کے بعد دوسرے لوگ آگئے' حسب معمول حضرت کے ملفوظات شروع ہوئے' کافی دیر تک مجلس جاری رہی' جب میں حضرتؒ کی مجلس سے اٹھا تو دل بالکل صاف تھا' اس میں کوئی کوڑا کرکٹ باقی نہیں رہا تھا۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی۔

شراب خانہ خراب کی بربادیاں:

شراب اتنی گندی چیز ہے کہ دل کو گندہ کردیتی ہے' جس طرح پیشاب نجاست غلیظہ ہے' اسی طرح شراب بھی نجاست غلیظہ ہے' لوگ اس سے تو گھن کرتے ہیں' مگر اس ''شراب خانہ خراب'' سے گھن نہیں کرتے' حالانکہ ام الخبائث ہے' کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کسی بدمعاشوں کے ٹولے میں پھنس گیا تھا۔ اس کو مجبور کیا گیا کہ یہ بچہ ہے' اس کو قتل کردو' یا یہ عورت ہے' اس کے ساتھ بدکاری کرو' یا کم سے کم درجہ میں یہ شراب ہے' یہ پی لو ورنہ تمہیں قتل کرتے ہیں۔ یہ پریشان ہوئے کہ یااللہ! جان بچانے کے لئے کیا صورت اختیار کروں؟ انہوں نے سوچا کہ ان تینوں کاموں میں شراب پینا سب سے ہلکا کام ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دو برائیوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا جائے' اسے چاہئے کہ سب سے کم درجہ کی برائی کو اختیار کرے' یہ سوچ کر انہوں نے اس کو اختیار کرلیا۔ شراب بڑی تیز تھی' شراب پینے کے بعد مدہوش ہوگئے' مدہوشی کے عالم میں بچے کو بھی قتل کیا' زنا کا بھی ارتکاب کیا' تینوں کام مکمل ہوگئے' اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں' واقعی یہ ام الخبائث ہے' عقل و خرد اور ہوش و حواس کی دشمن ہے۔ تو جو لوگ کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں' وہ اس ام الخبائث سے توبہ کرلیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ شراب پینے سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ شریف)

مغفرت مانگنے والوں کو توبہ لازم ہے؟

میں نے ابھی کہا کہ اس بزرگ نے سمجھا کہ یہ ہلکا کام ہے' قتل اور زنا اس سے بدتر کام ہیں' لہٰذا ہلکا کام کرلو۔ آپ خود سوچ لیں کہ جو لوگ شراب کے

عادی ہیں‘ جب شب قدر میں ان کی بخشش نہیں ہوتی تو اس سے بڑے بڑے گناہوں میں جو لوگ مبتلا ہیں ان کی بخشش کیسے ہوگی؟ اس لئے بخشش مانگنے کے لئے شرط ہے کہ ہم تمام گناہوں سے توبہ کرلیں‘ جن کو ہم جانتے ہیں‘ ان سے بھی اور جن کو ہم نہیں جانتے ہیں ان سے بھی‘ جو گناہ علانیہ کرتے ہیں ان سے بھی‘ اور جو چھپ کر کرتے ہیں ان سے بھی‘ اس لئے کہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ شخص اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے‘ لعنت اور رحمت دونوں جمع نہیں ہوسکتیں‘ جب تک کہ آدمی توبہ نہ کرلے‘ رحمت خداوندی کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اللہ کی رحمت کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے‘ جب کہ آدمی کبیرہ گناہ سے توبہ کرلے تا کہ لعنت اس کا پیچھا چھوڑ دے اور رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہوجائے۔

توبہ کے کیا معنی ہیں؟

اور ”توبہ“ کے معنی محض زبان سے توبہ کا لفظ بولنا نہیں ہے۔ صرف زبان سے کہہ دو یااللہ میری توبہ‘ یااللہ میری توبہ‘ یااللہ میری توبہ‘ یہ حقیقی توبہ نہیں ہے بلکہ توبہ کے ظاہری الفاظ ہیں‘ ایک عارف کا شعر ہے:

سبحہ درکف‘ توبہ برلب‘ دل پر از ذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید بر استغفار ما

یعنی ہاتھ میں تسبیح ہے‘ زبان پر توبہ ہے‘ لیکن دل گناہ کے ذوق سے بھرے ہوئے ہیں‘ گناہوں کو چھوڑنے کی نیت نہیں۔ ہم سب ایسا ہی استغفار کرتے ہیں‘ یااللہ توبہ‘ یااللہ معاف کردے‘ تو گناہ کو ہماری ایسی توبہ پر ہنسی آتی ہے کہ دل کو تو گناہ کی گندگی سے دھونے اور صاف کرنے کا ارادہ نہیں کرتا‘ لیکن زبان سے توبہ کررہا ہے۔ توبہ کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے طالب بنیں‘ گناہ کو ترک کردینے کا عزم اور ارادہ کرلیں اور گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دین و ایمان کو جو نقصان پہنچا ہے‘ اس کی تلافی کرنے کا بھی عزم کریں‘ مثلاً بے نمازی ہے‘ نماز نہیں پڑھتا‘ یا گنڈے دار پڑھتا ہے‘ جب پوچھا جائے کہ بھئی! نماز بھی پڑھتے ہو؟ تو کہتا ہے کہ کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں‘ جب فرصت ہوتی ہے۔ نہ بھائی! نماز تو ایسی چیز نہیں ہے جو کبھی کبھی پڑھی جائے‘ یہ تو ایمان کی غذا ہے‘ جس طرح بدن کی غذا ہوتی ہے۔ کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کھانا کھایا کرتے ہیں؟ تو کیا آپ یہ جواب دیں گے کہ کبھی کبھی کھالیا کرتے ہیں؟

توبہ کے قبول ہونے کے لئے شرط:

توبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرلیا جائے‘ پختہ ارادہ کرو کہ آئندہ ٹی وی نہیں دیکھیں گے‘ نامحرموں کو نہیں دیکھیں گے‘ کسی کی غیبت یا چغلی نہیں کریں گے‘ عورتیں بے پردہ نہیں نکلیں گی‘ اسی طرح دوسرے جتنے بھی گناہوں میں مبتلا ہیں‘ ان کو چھوڑنے کا عزم کرو‘ میں نے مثال کے طور پر دو تین چیزیں بتائی ہیں‘ ورنہ ہم بہت سے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں‘ اور ان سب سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اب ہماری حالت تو یہ ہے کہ اگر کوئی ہم کو نصیحت کرے کہ یہ کام نہ کیا کرو تو ہم اس کے ساتھ لڑ پڑتے ہیں‘ اس کو برا بھلا کہتے ہیں‘ اب تم ہی بتاؤ جب دل سے سچی توبہ ہی نہ ہوئی ہو تو صرف زبان سے توبہ توبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب دل تائب نہ ہوا اور دل نے عزم نہ کیا ہو گناہ کو چھوڑنے کا‘ گناہ کی لذت‘ گناہ کی لعنت‘ گناہ کی نحوست اور گناہ کی سیاہی ہمارے قلب پر چھائی ہوئی ہے‘ تو پھر زبان سے توبہ کرنے کے کیا معنی ہوئے؟ اور اس پر توبہ کا ثمرہ کیا مرتب ہوگا؟ میری بہنیں اور بیٹیاں اگر بے پردگی نہ چھوڑیں اور ہزار بار روزانہ استغفار پڑھا کریں تو اس کا کوئی نفع نہیں ہے‘ عزم کرو گناہوں کو چھوڑنے کا‘ جو گناہ ہمیں معلوم ہیں اور جن گناہوں میں ہم ملوث ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارا دامن ایمان نجس ہو رہا ہے‘ ان کو چھوڑنے کا عزم کریں‘ گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں اور صرف ایک مرتبہ کہہ دیں کہ یااللہ! میں نے گناہوں کو چھوڑنے کا سچے دل سے ارادہ کرلیا ہے‘ مجھے معاف کردیجئے‘ اللہ تعالیٰ فوراً معاف کردیتے ہیں‘ اسی (۸۰) سال کے گناہوں کو بھی معاف کردیتے ہیں۔

حقوق العباد کے معاملے میں توبہ:

اگر حقوق العباد کا معاملہ ہے تو ان حقوق کو ادا کریں۔ کسی کے پیسے دینے ہیں اور وہ مانگتا ہے‘ تم نہیں دیتے‘ کسی کے مکان پر قبضہ کیا ہوا ہے‘ وہ شریف آدمی کہتا ہے کہ چھوڑ دو‘ تم نہیں چھوڑتے۔ یہاں قانون تمہیں سہارا دے دے گا‘ لیکن اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی سہارا نہیں ہوگا‘ بلکہ تنہا ہوگے اور وہاں تمہیں یہ حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ لہٰذا بندوں کے جتنے حقوق تمہارے ذمہ ہیں‘ ان سب کو ادا کرو‘ یا معاف کرالو‘ اس کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوگی۔ تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ کبیرہ گناہوں کو ترک کرنا اور اس کا عزم کرنا مغفرت کے لئے شرط ہے‘ ورنہ مغفرت نہیں ہوتی‘ اس بابرکت رات میں بھی نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بہت وسیع ہے‘ کیا ہم‘ کیا ہمارے گناہ‘ اللہ کی رحمت کے مقابلے میں یہ کیا چیز ہیں؟ ساری دنیا کی ساری مخلوق کے گناہ بھی جمع کرلئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری مخلوق کے سارے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے‘ مگر سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں تو سہی‘ اور سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں‘ اپنی نافرمانیوں اور اپنی خباثتوں کو چھوڑنے کا تہیہ کرکے تو آئیں۔

ایک حدیث قدسی:

حدیث قدسی میں آتا ہے (حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کی روایت کریں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں' جیسے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے' اور جس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' یا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' تو وہ حدیث قدسی کہلاتی ہے' تو ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں اور اس کی بلندی تک پہنچ جائیں' یعنی ان سے آسمان اور زمین کا خلا بھر جائے اور تو سچے دل سے تائب ہوکر میرے پاس آئے اور مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کردوں گا۔ "ولا ابالی" اور میں تیرے گناہوں کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا' اور نہ ان سے میرا کچھ بگڑے گا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۴)

مناجات مقبول میں ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ نے قرآن و حدیث کی دعائیں جمع فرمائی ہیں' اس میں ایک دعا یہ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

"یامن لا تضرہ الذنوب ولا تنقصہ المغفرۃ' اغفرلی مالا یضرک وھب لی مالا ینقصک"

ترجمہ: "اے وہ ذات جس کو نقصان نہیں دیتے گناہ اور مغفرت کرنا اس کے خزانوں میں کمی نہیں کرتا' جس چیز سے آپ کی کمی نہیں ہوتی وہ مجھے عطا فرما دیجئے اور جو چیز آپ کو نقصان نہیں دیتی وہ مجھے معاف فرما دیجئے۔"

الغرض ہمارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا' ہمارے حضرت حکیم الامت تھانویؒ ارشاد فرماتے تھے کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں' اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں' بہت ہیں' بہت ہیں' واقعی بہت ہیں' اب یہ بے چارہ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوث تھا' گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا' اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں کس منہ سے تجھ میں اتروں' میں تو اتنا گندا ہوں' اتنا گندا ہوں' اگر میں تجھ میں اتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندا کردے گی' اور میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہو جائے گا' ناپاک ہو جائے گا۔ اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں' تو آکر تو دیکھ! تیری گندگی بھی صاف ہو جائے گی اور میرا بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندا ہو جاتا ہے؟ دریا گندا ہو جاتا ہے؟ حضرت فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے۔ سمندر تو ایک مخلوق ہے' اس میں دنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا' بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری دنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے لئے کافی ہے' اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمت خداوندی سے مایوس ہو جائے۔ غرض یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے طالب ہیں اور اس سے بخشش مانگنے کے لئے آئے ہیں' لیکن بھائی اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سچے دل سے تائب ہو کر آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔ آپس کے جو حقوق ہیں' وہ بھی ادا کردیں' آپس میں ایک دوسرے سے معافی تلافی بھی کرلیں۔

والدین کا نافرمان:

دوسرا آدمی جس کی مغفرت نہیں ہوتی' وہ والدین کا نافرمان ہے۔ یہ والدین کی نافرمانی بھی بڑی عجیب چیز ہے' آدمی کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ میرے والدین اگر نہ ہوتے تو میرا وجود نہ ہوتا' میرے وجود کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو بنایا' اب جن والدین کے وجود کو ہمارے وجود کا ذریعہ بنایا گیا' یہ انہی والدین کا مخالف ہے' انہی کا دشمن ہے' انہی کا نافرمان ہے۔ ماں نے ۹ مہینہ کم و بیش اس کو پیٹ میں رکھا' جس حالت میں رکھا' اور پھر جس حالت میں اس کو جنم دیا' وہ اس کی ماں سے پوچھو' پھر دو سال تک اسے اپنے جگر کا خون پلایا' جس کو دودھ کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس کے خون جگر کو دودھ میں تبدیل فرمادیتے ہیں' پھر اس کی سردی و گرمی کا' اس کی ضروریات کا احساس کیا' اس کو سوکھے میں لٹایا' خود گیلے میں لیٹی' صاحب بہادر بیمار ہوگئے تو ماں باپ دونوں نے اس کو ہاتھوں میں لے کر رات آنکھوں میں کاٹی' والدین کا اتنا حق ہے کہ اولاد کسی صورت میں اس حق کو ادا نہیں کرسکتی۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے والد کا حق کس طرح ادا کرسکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا' نہیں! والد کا حق ادا نہیں ہوسکتا' صرف ایک صورت ہے کہ وہ غلام ہو تو اس کو خرید کر آزاد کردے تو کسی درجہ میں والد کا حق ادا ہو جائے گا۔ والدین کے اتنے احسانات ہیں اولاد پر

کہ ان کا بدلہ چکانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک صاحب نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدین کا اولاد کے ذمہ کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا تیری دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ۴۲۱)

والدین کو دیکھنے پر حج کا ثواب:

ایک حدیث میں ہے کہ جو فرمانبردار اولاد نظر رحمت کے ساتھ والدین کے چہرے پر نظر ڈالے تو ہر بار نظر ڈالنے پر اس کے لئے حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو سو حج کا ثواب لکھا جائے گا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے، اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ۴۲۱)

یعنی حق تعالیٰ شانہ کی عنایات اور رحمتیں ہمارے پیمانۂ عقل وفہم سے بالاتر ہیں، روزانہ سو حج کا ثواب لکھا جانا کون سی بڑی بات ہے کہ اس پر تعجب کا اظہار کیا جائے؟ پس جب والدین کا یہ درجہ ہے کہ ان کے چہرے پر ایک بار نظر رحمت ڈالنا حج مبرور کا ثواب رکھتا ہے تو والدین کی نافرمانی وگستاخی کا وبال بھی اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے، تو والدین کے نافرمان کی اس رات میں بھی اگر بخشش نہ ہو تو کوئی بعید نہیں، اس لئے کہ جرم ہی اتنا بڑا اور سخت ہے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: پھر اس کو لازم پکڑ کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے، اور یہ تو بہت ہی مشہور حدیث ہے کہ: ”الجنة تحت اقدام الامهات“ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ۴۲۱) یعنی ”جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔“ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہیں بخش دیں، سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ اس شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں دیتے ہیں۔

والدین کی نافرمانی کا دنیا میں وبال:

میں نے اپنی مختصر سی زندگی میں اس حدیث کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھی، چنانچہ فرمانبرداروں کو پنپتے دیکھا اور والدین کے نافرمانوں کو ہلاک اور ذلیل وخوار ہوتے دیکھا۔ دراصل دنیا دارالجزا نہیں، جزا وسزا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن رکھا ہے۔ جرائم کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے قیامت پر اٹھا رکھی ہیں، یہاں جرم کی سزا نہیں دیتے، ہاں! تھوڑی سی گوشمالی کردیتے ہیں، ورنہ پوری سزا آگے قیامت کے دن ملے گی، لیکن ظلم، قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی ”سزا“ دنیا میں نقد ملتی ہے، اور ظالم، قطع رحمی کرنے والا اور والدین کا نافرمان اپنے کئے کی پاداش سے بچ نہیں سکتے۔

اولاد کی نافرمانی میں والدین کا قصور:

اس زمانے میں تو والدین کی عزت وآبرو کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اور اس میں قصور اکیلا صرف اولاد کا نہیں، بلکہ تھوڑا سا قصور والدین کا بھی ہے۔

مرحوم اکبر الٰہ آبادی کے بقول:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ہمارے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم مادیت کی تعلیم ہے، یہ انسانیت کی تعلیم نہیں، بلکہ حیوانیت کی تعلیم ہے۔ پس جب انسانیت مفقود ہو اور انسانیت کی تعلیم مفقود ہو تو والدین کی قدر کیا ہوگی؟ یہ تو خاصۂ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بلا سے محفوظ فرمائے۔

غلط کام میں والدین کی فرمانبرداری جائز نہیں:

میں اپنے عزیز بچوں اور نوجوانوں کو بطور خاص نصیحت کرتا ہوں کہ والدین کی نافرمانی کے مرتکب نہ ہوں۔ اگر وہ ظلم کریں، ستائیں، زیادتی کریں، تب بھی تم خاموش رہو، تم کوئی گستاخی کا لفظ نہ کہو، بلکہ صبر وتحمل سے کام لو، وہ گالی نکالیں، بُرا بھلا کہیں، تب بھی پلٹ کر جواب نہ دو، بلکہ سر جھکائے خاموش رہو، لیکن اگر وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی بات ہرگز نہ مانو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”اگر وہ (تیرے والدین) تجھ کو مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے ایسی شخصیت کو جس کا تجھ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانو۔“ (لقمان:۱۵)

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔“

شوہر بیوی کو کسی غلط کام کا حکم کرتا ہے تو ہرگز نہ مانے۔ والدین اولاد کو غلط بات کا حکم کرتے ہیں تو ہرگز نہ مانے، لیکن ان کی گستاخی وبے ادبی بھی نہ کرے۔ یہ وہ پل صراط ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ بعض لوگوں کو بزرگی کا ”ہیضہ“ ہوجاتا ہے۔ ماں باپ گناہگار ہیں، نماز نہیں پڑھتے، روزہ نہیں رکھتے، اور یہ پکا صوفی ہے، اب والدین کو نظر حقارت سے دیکھے گا۔ ایسا ہرگز نہ کرو، یہ غلط بات ہے، ان کی خیرخواہی کی کوشش کرتے رہو، ادب واحترام کے ساتھ ان کو سمجھاؤ، اگر تمہارا کسی طرح بس نہیں چلتا تو اتنا تو بس چل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے گڑگڑا کر دعا کرو۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل نہیں اور تمہارے والدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر سے زیادہ برے نہیں ہیں۔ وہ دھکے دے کر ابراہیم علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ

نکل جا یہاں سے' میرے گھر سے دفع ہو جا' جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کو صرف اتنا فرمارہے ہیں:

"میں اپنے رب سے تیرے لئے بخشش کی دعا کروں گا' وہ مجھ پر بڑا شفیق ہے۔" (مریم:۴۷)

تمہیں گھر سے نکال دیں' اُف نہ کرو۔ باقی اتنی بات ضرور ہے کہ یہ ایک پہلو ہے' دوسرا پہلو میں نے ذکر نہیں کیا' وہ یہ کہ والدین کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ تمہارے ماں باپ تو جہنم کے راستے پر چل ہی رہے ہیں' لیکن وہ چاہتے ہیں کہ وہ اکیلے نہ جائیں' بلکہ تم کو بھی ساتھ لے کر جائیں' اگر ان کی گستاخی کرو گے' یا ناجائز کام میں ان کی بات پر عمل کرو گے تو انشاء اللہ دونوں سیدھے جہنم میں پہنچو گے۔ اگر والدین اولاد پر ظلم کرتے ہیں' ان کو ناجائز بات کا حکم کرتے ہیں تو انشاء اللہ سیدھے جہنم میں جائیں گے' لیکن اگر اولاد والدین کی گستاخی کرتی ہے' بے ادبی کرتی ہے' ان پر ہاتھ اٹھالیتی ہے' تو یہ والدین سے بھی پہلے جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے والدین کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے' اتنا بڑا گناہ ہے کہ شب قدر میں بھی معاف نہیں ہوتا۔

قطع رحمی کا گناہ:

اور تیسرا شخص "قطع رحمی" کرنے والا' جس نے اپنے عزیز رشتہ داروں سے قطع تعلق کر رکھا ہو۔ قطع رحمی کا وبال اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ ایسا شخص دنیا میں ہی سزا پاتا ہے' اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا ہے:

"قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔"

یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جنت سے بھی محروم کر دیتا ہے' دنیا کے آرام اور چین سے بھی اور شب قدر میں بخشش سے بھی۔ نعوذ باللہ۔

کینہ پروری کا گناہ:

اور چوتھا وہ آدمی' جس کے دل میں کسی مسلمان کی جانب سے کینہ ہو۔ ان لوگوں کی مغفرت اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔

جنت میں صرف پاک لوگ جائیں گے:

خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں ناپاک لوگ نہیں جائیں گے' صرف پاک لوگ جائیں گے' اور پاک ہونے کی آسان صورت یہ ہے کہ توبہ کرلو۔ میں نے ابھی کہا کہ اسی (۸۰) سال کا کافر و مشرک و بے ایمان سچے دل سے تائب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے انتظار میں ہیں کہ بندہ آئے' آکر توبہ کرے' اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔ حق تعالیٰ شانہ کو بندے کی توبہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے' جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک مسافر سفر پر جارہا تھا' صحرا کا سفر تھا' اس کی سواری کے اونٹ پر اس کا توشہ لدا ہوا تھا' کھانا پانی' دوپہر کا وقت ہوا تو سواری کو باندھ کر ایک درخت کے سائے میں ذرا ستانے کے لئے لیٹ گیا۔ آنکھ کھلی تو اونٹ غائب۔ ادھر ادھر دیکھا' کہیں اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ اب بیاباں ہے' جنگل ہے' صحرا ہے' ریگستان ہے' اس میں سفر کرنا ممکن نہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر باہر نکل کر ریگستان' صحرا میں چلوں گا تو تڑپ تڑپ کر بھوک پیاس سے مروں گا' بہتر ہے کہ درخت کے سائے میں ہی مرجاؤں۔ مرنے کی نیت سے اسی درخت کے نیچے آکر پھر لیٹ گیا۔ اب تو موت سامنے آگئی۔ ذرا سی اس کی آنکھ لگ گئی۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہی اونٹ اس کے سامنے موجود ہے' اوپر توشہ اور سامان سارا موجود ہے' اس کو اتنی مسرت ہوئی' اتنی خوشی ہوئی کہ بے اختیار کہنے لگا: "اللھم انت عبدی وانا ربک" یعنی اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اخطاء من شدة الفرح" کہ اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس غریب کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں' اُلٹ معاملہ کر دیا' کہنا تو یہ تھا کہ یا اللہ! میں تیرا بندہ ہوں' تو میرا رب ہے۔ آپ نے مہربانی فرمائی کہ میرا اونٹ واپس فرمادیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آدمی کو اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی سے پاگل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر شفقت:

ایک جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے' دریافت فرمایا: کون لوگ ہو؟ عرض کیا: ہم مسلمان ہیں' ایک خاتون آگ جلا رہی تھی' آگ بھڑکتی تو بچے کو ہٹا دیتی' وہی خاتون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی' عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں؟ فرمایا: بلاشبہ! عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بڑھ کر شفیق نہیں جتنی کہ ماں اپنے بچے پر شفیق ہوتی ہے؟ فرمایا: بے شک! عرض کیا: میں تو اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے آگ میں نہیں ڈال سکتی' اس خاتون کی بات سنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکا کر رونے لگے' پھر سر اٹھا کر اس سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں عذاب دیتے مگر ایسے سرکش کو' جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی کرے' اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے "لا الہ الا اللہ

کہنے" سے انکار کردے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۸)

الغرض تمام ماؤں کی ممتا جمع کرلی جائے تو اللہ تعالیٰ کی شفقت کو نہیں پہنچ سکتی، جتنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کو شفقت ہے، اب اگر بندے اپنی حماقت سے خود دوزخ میں چھلانگیں لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کردیں تو اس کا کیا علاج ہے؟ ورنہ اللہ اپنے بندوں کو دوزخ میں نہیں ڈالنا چاہتے، اللہ تعالیٰ تو تمہیں بخشنا چاہتے ہیں، تمہیں جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں، اسی لئے رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی اعلان کررہا ہے: "ھل من مستغفر فاغفر لہ" کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں؟ آؤ اس سے بخشش مانگو تاکہ تم کو بخش دیا جائے، لیکن بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ توبہ صحیح کرو، سچی توبہ کرو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی بارگاہ میں خالص اور سچی توبہ۔" (التحریم:۸)

اگر سچی توبہ کے بغیر مرگئے تو جہنم میں ڈال کر پاک کئے جاؤ گے، قبر میں پاک کئے جاؤ گے، قبر اور دوزخ کا عذاب جھیل کر پاک ہوگے، اس سے بہتر یہ ہے اور بہت آسان نسخہ ہے کہ سچی توبہ کرکے یہیں پاک ہوجاؤ، کیونکہ جنت میں تو جس کو بھی لے جائیں گے پاک کرکے لے جائیں گے، تو کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سچی توبہ کرکے یہیں سے پاک ہوکر جائیں۔ پوری ندامت کے ساتھ، دل کی ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں۔

ایک جامع دعا:

ایک حدیث سناتا ہوں، ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عشاء کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھیں، دعا لمبی ہوگئی اور وہ مسلسل مانگ رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے، ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں کوئی بات کرنی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہؓ! تم ایک طرف ہوجاؤ، دعا چھوڑ دو، ہم تمہیں ایک دعا بتائیں گے، وہ مانگ لینا، وہ تم کو کافی ہوجائے گی، انہوں نے اپنی دعا ختم کی اور ایک طرف ہوگئیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں مشورہ کیا، جب وہ رخصت ہوکر چلے گئے تو حضرت عائشہؓ آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے دعا سکھانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ فرمایا: ہاں! تمہیں دعا سکھادیتے ہیں، تم یہ دعا کرو:

"یا اللہ آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جتنی خیر کی چیزیں مانگی ہیں، میں بھی مانگتی ہوں، اور آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جن جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے، میں بھی ان سے پناہ مانگتی ہوں۔"

بس دعا مکمل ہوگئی، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں جتنی دعائیں کیں، وہ پرچہ بنا کردے دیا اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم اس دعاؤں کے پرچے کے نیچے دستخط کردو۔ پرچہ پہلے سے چھپا ہوا ہے، نیچے تمہارے دستخط ہوگئے، تو وہ ساری دعائیں تمہاری طرف سے ہوگئیں، اور اللہ تعالیٰ ان کو منظور فرمائیں گے۔ تو جامع ترین دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو، اور خیر کی چیزیں مانگا کرو، اور خیر بھی وہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے، اور تمام شرور وفتن سے پناہ مانگا کرو، خاص طور پر وہ فتن وشرور کی چیزیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سے دنیا بھی مانگو، لیکن صرف دنیا ہی نہ مانگا کرو، اللہ تعالیٰ ہماری آخرت درست فرمادیں تو اس کے طفیل میں دنیا خود بخود درست ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمالیا ہے، لہٰذا اس سے آخرت مانگو، آخرت کی نعمتیں مانگو، آخرت کی دولتیں مانگو، اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو، اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگو، اللہ تعالیٰ سے خود اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو مانگو، وہ جب تم سے راضی ہوجائے گا تو تمہیں دنیا میں بھی رسوا نہیں فرمائے گا۔ وہ جو میں نے قرآن کریم کی آیت کی تلاوت کی تھی، اس میں یہ وعدہ موجود ہے:

"اے ایمان والو! اس کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو۔" (التحریم:۸)

"تمہارے رب سے یہ توقع ہے کہ تمہاری سیئات دور کردے گا۔"

"اور تم کو داخل کرے گا ایسی جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔"

"جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو لوگ کہ آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں، ان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔" (التحریم:۸)

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔ اصل مقصود اہل ایمان کے رسوا نہ ہونے کو ذکر کرنا ہے، مگر اس بلاغت کے قربان جایئے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا، پھر آپ کی معیت میں اہل ایمان کا، گویا تنبیہ فرمادی کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن رسوا نہ ہونا یقینی ہے، اسی طرح آپؐ کے طفیل میں

اہل ایمان بھی یقیناً رسوا نہ ہوں گے' اس لئے ضروری ہے کہ سچی توبہ کرلو اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ لو۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ:

حدیث شریف میں یوں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب لیں گے' تو اس کے اوپر اپنا پردہ ڈال دیں گے۔ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوگا' قیامت کے دن کی بھری محفل ہے حشر کا میدان ہے' اولین و آخرین جمع ہیں' لیکن اس بندے کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے؟ کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائیں گے: یاد کر تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے' بندہ اقرار کرتا جائے گا' اقرار کئے بغیر چارہ بھی تو نہیں ہوگا' اور سمجھے گا کہ میں تو ہلاک ہوگیا' مارا گیا' آخر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"میں نے دنیا میں تیرے لئے ان گناہوں کا پردہ رکھا تھا کہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیئے تھے' اور آج تیرے ان گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں۔"

جاؤ! کسی کو پتہ ہی نہیں چلا' یہ ہے تفسیر اس کی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسوا نہ فرمائیں گے۔ ہم نے تو معاملہ اللہ کے ساتھ بگاڑا ہوا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ معاملہ نہیں بگاڑا۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق قائم کرلیا جائے۔ گناہوں سے توبہ کرلی جائے۔ گناہ تو ہم سے پھر بھی ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے سرکشی نہ کرو' خدانخواستہ غلطی ہوجائے تو فوراً توبہ کرلو' گناہوں کے میل پر توبہ کا صابن لگاتے رہو' تا کہ بارگاہ الٰہی میں ایمان کا دامن داغ دار نہ لے جاؤ۔ حق تعالیٰ شانہ توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

☆☆......☆☆

آہ! صاحبزادہ طارق محمود رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر دین محمد فریدی' بھکر

صاحبزادہ طارق محمودؒ بھی داغ مفارقت دے گئے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں صاحبزادہ طارق محمودؒ اور ان کے والد حضرت مولانا تاج محمودؒ کا ایک عظیم کردار ہے' ان کے والد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے قابل اعتماد ساتھی تھے۔ مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت میں ان کا کردار سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے' تحریک ۱۹۵۳ء میں حضرت مولانا تاج محمودؒ کی تقریر سے متاثر ہوکر ایک عورت نے اپنا دودھ پیتا بچہ مولانا کی جھولی میں ڈال کر کہا کہ:

"میرے پاس یہی کچھ ہے' اسے آقا (ﷺ) کی ختم نبوت پر قربان کردیں۔" مولانا نے آواز دے کر کہا کہ: لوگوں اس عورت کو روکو اس کا بچہ اس کے حوالے کرکے کہا کہ پہلے طارق محمود قربان ہوگا اور پھر میں' اس کے بعد آپ کے بچے کی باری آئے گی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے اصل بانی ان کے والد حضرت مولانا تاج محمودؒ تھے' جب نشتر کالج کے زخمی اسٹوڈنٹس کی مرہم پٹی کے بعد ریلوے اسٹیشن کی دیوار پر کھڑے ہوکر اعلان کیا کہ تمہارے ہر قطرۂ خون کا حساب قادیانیوں سے لیا جائے گا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا تاج محمودؒ نے قائدانہ کردار ادا کیا' صاحبزادہ طارق محمودؒ کے سامنے یہ سب حالات تھے' ان کا گھرانہ اکابر علماء حق اور قائدین اسلام کا مہمان خانہ تھا اور اب بھی ہے' آغا شورش کاشمیریؒ سے انتہائی قریبی تعلق تھا' مولانا محمد علی جالندھریؒ کے شیدائی تھے' باپ کی وفات کے بعد ریلوے اسٹیشن فیصل آباد کی جامع مسجد کی خطابت سنبھالی' عظیم باپ کی عظیم روایات کو زندہ رکھا' جامع مسجد کی تنخواہ سے غرض نہ رکھی' تعلیمی ادارے سے سلسلہ روزی جوڑے رکھا' باپ کی وراثت ہفت روزہ "لولاک" کے ایڈیٹر رہے' بعد میں ہفت روزہ "لولاک" ماہنامہ میں تبدیل ہوا' جو قلم سے نکلا ایک ایک لفظ مرزائیوں پر نشتر زنی کرتا تھا' مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرتا تھا' قادیانیت کے خلاف بہت کچھ لکھا' میرے نزدیک ان کی کتاب "قادیانیت کا سیاسی محاسبہ" ایسی کتاب ہے' اگر حکومت اس سے رہنمائی لے تو ملک میں دین و امن قائم ہوسکتا ہے' سیاسی رہنماؤں کو اس کتاب سے بہترین رہنمائی مل سکتی ہے' کیونکہ یہ کتاب غداران پاکستان کا محاسبہ کرتی ہے' صاحبزادہ طارق محمودؒ نے اپنی پوری زندگی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے صرف کردی' آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ان کی رہنمائی کی شدید ضرورت تھی' اس ملک میں ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ قادیانیت کا محاسبہ کرنے والی کتابوں پر پابندی لگائی گئی' جس سے حساس طبقہ سخت پریشان ہے' ختم نبوت کے زیرک رہنما مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید' مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہید' مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید رحمہم اللہ تو حکومت کی قادیانیت نوازی کا شکار ہوکر ورکروں کو بے آسرا کر گئے' وہاں ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ طارق محمودؒ کو بھی اپنے پاس بلالیا' جب ان کی شدید ضرورت تھی' اس وقت گو کہ حکومتی شہہ پر قادیانیت پھر سے شوخی پر اتر آئی ہے' مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ختم نبوت کا مسئلہ جمہوریت یا سیاست کا نہیں' یہ ایمان اور آخرت میں کامیابی کا معاملہ ہے' گو کہ ہمارے رہنما اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ چکے ہیں' ہم غمزدہ ضرور ہیں مگر قادیانیت کو اپنے انجام تک پہنچانے میں ہم اب بھی اپنے رہنماؤں کے نقش قدم پر چلنے کو تیار ہیں' اللہ تعالیٰ صاحبزادہ طارق محمودؒ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

احکام ومسائل زکوٰۃ

مولانا سیّد محمد میاں رحمہ اللہ

تم خدا کے فضل سے نمازی ہو جماعت سے نماز ادا کرتے ہو نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کا ترجمہ اور مطلب بھی سمجھ لیتے ہو تم پوری طرح سمجھ چکے ہو کہ نماز اللہ کی یاد کا ایک طریقہ ہے جس میں بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ عاجزی اور نیاز مندی پیش کرتا ہے اپنے دکھ درد کی فریاد کرتا ہے اور جماعت میں شریک ہوکر جماعتی نظم اتحاد اتفاق اور مساوات کا سبق لیتا ہے اور تمام دنیا کے لئے نمونہ پیش کرتا ہے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

خدا کے فضل سے تم روزوں کے بھی عادی ہو تم دن بھر بھوکے پیاسے رہ کر ثابت کرتے ہو کہ ہمارا کھانا پینا اور ہمارے دل کی چاہ ''حکم رب'' کے تابع ہے۔ اس نے اجازت دی تو ہم نے کھایا پیا دل کی چاہ پوری کی اس نے منع کردیا تو ہم رک گئے اس سے اپنے اوپر قابو پانے کی مشق بھی ہوتی ہے اور بھوکے پیاسے ضرورت مندوں کے دکھ درد کا احساس بھی بیدار ہوتا ہے جس سے خلق خدا کے ساتھ ہمدردی بڑھتی ہے لیکن تمہارا ایمان یہ بھی ہے کہ جس طرح ہماری جان خدا کی دی ہوئی ہے جب اس نے چاہا ہمیں پیدا کیا گوشت کے لوتھڑے میں جان ڈالی جب چاہے گا یہ بخشی ہوئی جان لے لے گا اسی طرح ہمارا مال بھی خدا کا دیا ہوا ہے ہماری جس کوشش کو چاہتا ہے وہ کامیاب کردیتا ہے جس سے ہمارے ہاتھ کھل جاتے ہیں جیب بھر جاتی ہے گھر میں رونق آجاتی ہے اور جب چاہتا ہے اپنی دی ہوئی دولت سمیٹ لیتا ہے چنانچہ فارسی کا یہ شعر جو عام طور پر زبانوں پر ہوتا ہے ہمارا عقیدہ ہے:

درحقیقت مالک ہر شے خدا است
ایں امانت چند روزہ نزد ماست

یعنی درحقیقت ہر ایک چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کی دی ہوئی چند روزہ امانت ہے۔

اچھا جب یہ سب مال ودولت اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کی دی ہوئی نعمت ہے تو انصاف کی بات تو یہ ہے کہ حصہ رسدی تمہارے پاس رہے باقی سب اللہ کی مخلوق پر خرچ ہو۔ دیکھو دریا کا پانی نالی کے راستے سے تمہارے کھیت میں پہنچتا ہے یہ نالی حصہ رسدی یا اس سے کچھ زیادہ خود چوس لیتی ہے باقی سارا پانی جوں کا توں کھیتوں اور باغیچوں کو پہنچادیتی ہے جو تشنہ لب ضرورت مند ہوتے ہیں اسی طرح تم بھی اگر دولت مند ہو تو ایک چشمہ ہو ایک نہر ہو اپنی پیاس بھرا اپنے پاس رکھو باقی سب اللہ کی مخلوق پر صرف کردو جس کی زندگی کا چمن مرجھا رہا ہے کیونکہ یہ مخلوق ''عیال اللہ'' ہے۔ مالک کی دی ہوئی نعمت اس کے عیال پر صرف ہونی چاہئے۔ ایمان کا تقاضا یہی ہے کھیت سوکھ رہا ہو اور تم چشمہ کے دہانہ پر پتھر کی چٹان رکھ دو یہ ایمان کی بات نہیں ہے بلکہ بہت بڑا ظلم ہے اور پرلے درجے کی سنگدلی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''جو لوگ کنز کرتے ہیں (جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں) سونے اور چاندی کو اور راہ خدا میں اس کو خرچ نہیں کرتے ان کو سنادو خبر دردناک عذاب کی۔ جس دن تایا جائے گا اس خزانے کو نار جہنم میں پھر اس سے داغا جائے گا ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو اور کہا جائے گا یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کرکے اور جوڑ کر رکھا تھا پس چکھو اپنے جوڑے ہوئے کو۔'' (سورۂ توبہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھرلے اور پڑوسی بھوکا رہے۔'' (ترمذی شریف)

ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کا رواج عام کرنا کھانا کھلانا اور اس وقت نماز پڑھنا کہ لوگ سورہے ہوں (یعنی تہجد کی نماز پڑھنا)۔''

مگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کا احسان ہے کہ اس نے یہ حکم نہیں دیا کہ تمہارے بچے تلے خرچ سے جو فاضل بچے وہ سب راہ خدا میں خرچ کردو وجہ یہ ہے کہ جس خدائے ذوالجلال نے دین اسلام سے

ہمیں نوازا' وہ صرف حاکم ہی نہیں ہے بلکہ وہ رب اور پروردگار بھی ہے' وہ ہماری فطرت اور اس کی صلاحیتوں یا کمزوریوں سے واقف ہی نہیں ہے بلکہ وہ خالق اور صانع ہے' جس نے انسان کو انسان بنایا۔ اس کی فطرت خاص طرح کی رکھی اس میں خاص خاص صلاحیتیں پیدا کیں' وہ خوب جانتا ہے کہ دولت کی محبت انسانی فطرت ہے' یہی سبب ہے کہ انسان ہر طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہے راحت و آرام قربان کر دیتا ہے اور اپنی تمام صلاحیتیں اور قابلیت کام میں لا کر دولت حاصل کرتا ہے۔

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ بال بچوں کی محبت تقاضائے فطرت ہے۔ انسان اپنے آپ سے زیادہ اپنی اولاد کی رفاہیت اور خوشحالی چاہتا ہے' اس کی تمنا ہوتی ہے کہ جتنی ترقی اس نے کی ہے' اس سے بڑھ چڑھ کر اس کی اولاد ترقی کرے' اس تمنا سے خود باپ کو کوئی فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے' البتہ ملک اور قوم کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ نوجوانوں کی ترقی ملک اور قوم کی ترقی ہوتی ہے اور اس طرح پورے عالم کی ترقی کا راستہ کھلتا ہے۔ وہ خالق اور رب جس طرح غریبوں اور ضرورت مندوں کا پروردگار ہے ایسے ہی وہ امیروں اور دولت مندوں کا بھی رب اور پروردگار ہے' جس طرح غریب اور کمزور انسان اس کی عیال ہیں' ایسے ہی دولت مند اور ان کے اہل و عیال بھی اس کی عیال ہیں۔

بیشک نہر' نالے اور چشمے تمام پانی تقسیم کر دیتے ہیں مگر ان کے جگر قدرتی طور پر کھیت کی زمین سے زیادہ تر رہتے ہیں' جو درخت نالی کی ڈول' نہر کی پٹڑی یا چشمہ کے آس پاس ہوتے ہیں وہ زیادہ سرسبز و شاداب رہتے ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے وہ غیر فطری باتوں کو حرام اور ناجائز قرار دے کر ختم کرتا ہے' اس نے صرف چالیسواں حصہ تو ایسا رکھا کہ وہ اس دولتمند کا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے۔ یہ حصہ اس کی ضرورت مند عیال پر صرف ہونا چاہئے' اس کو اگر تم اپنے صرف میں لاتے ہو تو ضرورت مند فقیروں کا حصہ غصب کرتے ہو اس طرح اپنے تمام مال کو ناپاک کر لیتے ہو کیونکہ تمہاری پاک کمائی میں اگر غصب کا مال مل جائے تو ساری کمائی ناپاک ہو جاتی ہے۔

اس چالیسویں حصے کے علاوہ باقی ۳۹ حصے تمہارے ہیں' ان کو اپنے پاس جمع بھی رکھ سکتے ہو' کاروبار کو ترقی دینے' جائیداد اور املاک کو بڑھانے میں بھی صرف کر سکتے ہو' اپنی اولاد کے لئے پس انداز بھی کر سکتے ہو کہ وہ تمہارے پیچھے ضرورت مند محتاج نہ رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنی اولاد کو دولت مند خوشحال چھوڑو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقیر چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''

مگر یہ بھی مت بھولو کہ اللہ تعالیٰ کا حق ان انتالیس حصوں پر بھی قائم ہے' اگر جہاد عام جیسا معاملہ پیش آئے یا قحط جیسی کوئی عام مصیبت افراد ملت کو گھیر لے یا آنے والی نسل کی تعلیم کا مسئلہ پیش ہو یا مثلاً کسی ایسی تیاری کا مسئلہ پیش ہو کہ مقابلے کے وقت آپ کی قوم دوسری قوموں سے پیچھے نہ رہے' ایسے تمام موقعوں پر خود آپ کا اپنا فرض ہے کہ زکوۃ کے علاوہ بھی اپنی دولت راہ خدا میں صرف کرو کیونکہ اگر ایسا نہیں کرتے تو اپنی قوم اور ملک وملت کی تباہی مول لیتے ہو اور خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنے آپ کو ہلاکت میں اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔'' (سورۂ بقرہ)

غزوۂ عسرت کا واقعہ مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کی اپیل فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے تین سو اونٹ' دس ہزار دینار' چار ہزار درہم پیش کئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے یہاں جو کچھ تھا اس کا آدھا لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو یہ کمال کیا کہ جو کچھ تھا سب ہی لا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ یہ ہے قومی اور ملی احساس جو ہر مسلمان میں ہونا چاہئے جس کی بنا پر وہ خود آگے بڑھ کر اپنی دولت خرچ کرے جتنے زیادہ ولولہ اور شوق سے دولت خرچ کرے گا' اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''وہ لوگ جو اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اس خرچ کی مثال اس دانہ کی ہے جس میں سات خوشے نمودار ہوئے' ہر خوشے میں سو دانے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔'' (سورۂ بقرہ)

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ملکی ضرورتوں کے لئے حکومتیں پبلک سے قرض لیا کرتیں ہیں' دینی اور ملی ضرورتوں کے لئے جو رقم صرف کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ ہمارے اوپر قرض ہے ہم اس کا انعام بہت بڑھا چڑھا کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''کون ہے جو اللہ کو اچھا (قرضہ) قرض دے کہ اللہ تعالیٰ اسے بڑھا چڑھا کر کئی گنا کر دے اور اللہ ہی تنگی کرتا اور فراخی دیتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔'' (سورۂ بقرہ)

یعنی جو کچھ ہے اسی کا ہے‘ تم خود بھی اسی کے ہو‘ چند روزہ زندگی کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے پھر دل تنگ اور بخل کیسا؟ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرو۔

تعریف‘ حکم اور شرائط

تعریف:

زکوٰۃ مال کے اس خاص حصے کو کہتے ہیں‘ جس کو خدا کے حکم کے موافق فقیروں محتاجوں وغیرہ کو دے کر انہیں مالک بنادیا جائے۔

حکم:

زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ قرآن مجید کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے اس کی فرضیت ثابت ہے‘ جو شخص زکوٰۃ فرض ہونے سے انکار کرے وہ کافر ہے۔

شرائط:

مسلمان‘ آزاد‘ عاقل‘ بالغ ہونا‘ نصاب کا مالک ہونا‘ نصاب کا اپنی حاجتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا اور مالک ہونے کے بعد نصاب پر ایک سال گزر جانا زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط ہیں۔

پس کافر‘ غلام‘ مجنون اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اسی طرح جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو یا مال تو نصاب کے برابر ہے لیکن وہ قرضدار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا تو ان حالتوں میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

مال‘ زکوٰۃ اور نصاب

کس کس مال میں زکوٰۃ فرض ہے:

(۱) مال تجارت میں‘ (۲) سونے اور چاندی میں‘ (۳) سونے چاندی سے بنی ہوئی تمام چیزوں میں جیسے: اشرفی‘ روپے‘ زیور‘ برتن‘ گوٹہ ٹھپہ‘ آرائشی سامان وغیرہ ان سب میں زکوٰۃ فرض ہے۔

سرکاری نوٹ:

سرکاری نوٹ رسید کی حیثیت رکھتے ہیں‘ جس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے کے نوٹ ہیں‘ اتنی رقم آپ کی سرکاری بینک میں جمع ہے‘ پس اگر یہ رقم بقدر نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

جواہرات:

سچے موتی یا جواہرات پر زکوٰۃ فرض نہیں چاہے کتنی ہی مالیت کے ہوں‘ البتہ اگر تجارت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ فرض ہے۔

برتن اور مکانات وغیرہ:

تانبے وغیرہ کے برتن‘ کپڑے‘ مکان‘ دکان‘ کارخانہ‘ کتابیں‘ آرائشی سامان (جو سونے چاندی کا نہ ہو) دستکاریوں کے اوزار‘ خواہ وہ کسی قیمت کے ہوں‘ خواہ ان سے کرایہ آتا ہو‘ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے‘ البتہ اگر ان میں سے کوئی چیز بھی تجارت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

مالِ تجارت:

جو مال بیچنے اور نفع کمانے کے لئے ہو وہ مال تجارت ہے‘ خواہ کسی قسم کا مال ہو یہاں تک کہ اینٹیں‘ پتھر‘ مٹی کے برتن‘ گھاس پھونس‘ اگر ان کی تجارت کی جاتی ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

نصاب کسے کہتے ہیں:

جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے ان کی شریعت نے خاص خاص مقدار مقرر کردی ہے‘ جب اتنی مقدار کسی کے پاس پوری ہوجائے تو زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے۔ پس نصاب مال کی اس خاص مقدار کو کہتے ہیں جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔

چاندی کا نصاب اور اس کی زکوٰۃ:

چاندی کا نصاب باون تولہ چھ ماشہ ہے (وزن کے لحاظ سے ۱۰ درہم ۷ مثقال کے ہوتے ہیں‘ دوسو درہم ۱۴۰ مثقال کے‘ ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو ایک سو چالیس مثقال کا وزن چھ سو تیس ماشہ ہوگا‘ جس کے ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں) اور انگریزی روپیہ کے وزن سے جو ساڑھے گیارہ ماشے کا ہوتا ہے ۵۴ تولہ ۲ ماشہ اور جبکہ زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ (۱/۴۰) دینا فرض ہوتا ہے تو ۵۴ تولہ ۲ ماشہ کی زکوٰۃ ایک تولہ چار ماشہ دورتی چاندی ہوگی۔

سونے کا نصاب اور اس کی زکوٰۃ:

سونے کا نصاب سات تولے چھ ماشے سونا ہوتا ہے‘ اس کی زکوٰۃ دو ماشے دورتی سونا ہوئی۔

تجارتی مال کا نصاب:

سونے چاندی سے تجارتی مال کی قیمت لگاؤ‘ پھر اگر اس کی مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو تو چاندی سونے کا نصاب قائم کر کے اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرو۔

اصل کے بجائے قیمت:

۱:......اصل فرض تو یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اسی کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دو‘ مثلاً اگر غلہ تجارت ہے تو تجارتی غلہ کا جس قدر اسٹاک ہے‘ اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دے دو‘ باقی یہ بھی جائز ہے اور ضرورت مندوں کی سہولت اگر اسی میں ہے تو یہی بہتر ہے کہ اس کی قیمت دے دو۔

۲:......اسی طرح اگر تمہارے پاس چاندی کے زیور یا برتن ہیں‘ جن کا وزن مثلاً سو تولہ ہے تو فرض تو یہ ہے کہ ڈھائی تولہ چاندی دے دو‘ لیکن اگر ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت کا کپڑا یا غلہ خرید کر دے دو وہ بھی جائز ہے۔

۳:......اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد رکھو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہتر اور افضل وہ ہے جو ضرورت مند کی

ضرورت کے مطابق ہو اور جس میں اس کا نفع زیادہ ہو' مثلاً جو بھوکا ہے اس کو غلہ دو' ننگے کو کپڑا دو' اگر بھوکے ننگے کو کسی تاجر نے کتابیں دے دیں تو اس کی زکوٰۃ تو ادا ہو جائے گی مگر ضرورت مند کی ضرورت پوری نہ ہوگی وہ اپنی ضرورت پوری کرنا چاہے گا تو ان کتابوں کو آدھی تہائی قیمت پر بیچے گا' اس سے اس کا نقصان ہوگا۔

۴:...... یہ بھی یاد رکھو کہ چاندی کی زکوٰۃ اگر چاندی سے ادا کی جائے گی تو قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ وزن کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً کسی کے پاس خالص چاندی کے سو روپے ہیں' سال گزرنے کے بعد اسے ڈھائی تولہ چاندی دینی چاہئے' اب اسے اختیار ہے کہ وہ خالص چاندی کے دو روپے اور ایک خالص چاندی کی اٹھنی دے دے یا چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا دیدے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی' لیکن اگر چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا قیمت میں دو روپے کا ہو تو دو روپے دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور اگر ڈھائی تولہ خالص چاندی تین روپے کی ہو تو زکوٰۃ میں تین روپے دینے ہوں گے۔ ہاں اگر روپے بھی خالص چاندی کے ہوں تو ڈھائی روپے یعنی دو روپے خالص چاندی کے اور ایک اٹھنی خالص چاندی کی زکوٰۃ میں دی جائے گی۔

ادھورے نصاب:

۱:...... کسی کے پاس تھوڑی سی چاندی ہے اور تھوڑا سا سونا' دونوں میں سے نصاب کسی کا پورا نہیں ہے تو اس صورت میں سونے کی قیمت چاندی سے یا چاندی کی قیمت سونے سے لگا کر دیکھو کہ دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا ہوتا ہے یا نہیں' اگر کسی کا نصاب پورا ہو جائے تو اسی کی زکوٰۃ دو (مثلاً چالیس تولے چاندی ہے اور دو ماشہ سونا جس کی قیمت دس تولہ چاندی ہوتی ہے' اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ دونوں کی مجموعی قیمت پچاس تولہ چاندی ہوتی ہے جو نصاب سے کم ہے' ہاں اگر چالیس تولہ چاندی کے ساتھ تین ماشہ سونا ہو جس کی قیمت پندرہ تولہ چاندی ہو تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی' کیونکہ چاندی کا نصاب باون تولے ۶ ماشے ہے جو پورا ہو گیا یا مثلاً چھ تولہ سونا اور سو تولہ چاندی ہے' جس کی قیمت ایک تولہ اور چھ ماشہ سونا ہوتی ہے تو سونے کا نصاب سات تولہ چھ ماشہ پورا ہو گیا' اس میں اختیار ہے کہ سونے کا چالیسواں حصہ یا اس کی قیمت دو یا چھ تولہ سونے کی بھی چاندی سے قیمت لگا لو اور جو مجموعی رقم چاندی کی ہوتی ہے اس کا چالیسواں حصہ دے دو) اور دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔

۲:...... اگر کسی کے پاس صرف تین چار تولہ سونا ہے' اس کی قیمت چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے لیکن چاندی یا چاندی کی کوئی بھی چیز اس کے پاس نہیں ہے تو اس صورت میں اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

۳:...... کسی کے پاس کچھ تجارتی مال ہے جو نصاب کے برابر نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ کچھ سونا یا چاندی بھی اس کے پاس ہے تو اگر سب کے ملانے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اس مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

زکوٰۃ کب ادا کی جائے:

۱:...... جب بقدرِ نصاب مال پر جو تمہاری ملک میں آیا ہے' چاند کے حساب سے سال پورا ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کر دو' دیر لگانا اچھا نہیں ہے۔

۲:...... ہاں اگر بقدر نصاب مال کے مالک ہونے کے بعد اگر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دو تو یہ بھی جائز ہے۔

نیت:

جب زکوٰۃ کی رقم کسی کو دو یا کم از کم زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کر کے رکھو' اس وقت یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ یہ مال میں زکوٰۃ میں دیتا ہوں یا زکوٰۃ کے لئے علیحدہ کرتا ہوں۔ اگر زکوٰۃ کا خیال نہیں تھا اور کسی کو روپیہ دے دیا' دینے کے بعد اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا لیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی' اسی طرح کسی کو قرض دیا تھا اب اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا کر معاف کرنا چاہتے ہو تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اگر ادائے قرض میں اس کی امداد کرنی ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اتنی رقم اس کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دو پھر اس سے اپنے قرض میں یہ رقم وصول کر لو۔

کیا بتانا ضروری ہے؟

جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے بلکہ اگر زکوٰۃ کی نیت کر کے کسی غریب کو انعام کے طور پر یا کسی مفلس کے بچوں کو عیدی کے نام سے رقم دے دی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

پوری یا تھوڑی زکوٰۃ کب ساقط ہو جاتی ہے:

۱:...... سال گزرنے کے بعد ابھی زکوٰۃ نہیں دی تھی کہ سارا مال ضائع ہو گیا یا سارا مال راہِ خدا میں صرف کر دیا تو اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو گئی۔

۲:...... لیکن اگر سارا مال ضائع نہیں ہوا' تھوڑا مال ضائع ہوا یا تھوڑا مال خیرات کیا' باقی ہے تو جس قدر مال ضائع ہوا یا خیرات کیا اس کی زکوٰۃ ساقط ہو گئی' باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

مصارفِ زکوٰۃ:

تشریح: مصارف جمع مصرف کی ہے' جس شخص کو زکوٰۃ دینے کی اجازت ہے اسے مصرف زکوٰۃ کہتے

ہیں۔ مصارف زکوٰۃ سے وہ لوگ مراد ہیں' جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ کون کون ہیں؟

۱:...... فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا سامال واسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔

۲:...... مسکین یعنی جس شخص کے پاس کچھ بھی نہیں۔

۳:...... قرض دار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدرِ نصاب کوئی مال نہ ہو۔

۴:...... مسافر جو حالتِ سفر میں تنگ دست رہ گیا ہو اسے بقدرِ حاجت زکوٰۃ دے دینا جائز ہے۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

۱:...... مالدار کو یعنی اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے' جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے یا اس کے پاس نصاب کے برابر قیمت کا کوئی اور مال موجود ہے اور اس کی حاجتِ اصلیہ سے فاضل ہے' جیسے کسی کے پاس تانبے کے برتن روز مرہ کی ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور ان کی قیمت بقدرِ نصاب ہے۔ اس پر اگرچہ ان برتنوں کی زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے' مگر اس کو زکوٰۃ کا مال لینا بھی حلال نہیں ہے۔

۲:...... سید اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے' ان کی اگر خدمت کرنی ہے تو زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور رقم بطور ہدیہ پیش کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو جو خاندانی نسبت ہے' اس کے احترام کا یہی تقاضا ہے۔

تشریح: بنی ہاشم سے حضرت حارث بن عبدالمطلب' حضرت جعفرؓ حضرت عقیلؓ حضرت عباس اور حضرت علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی اولاد مراد ہے۔

۳:...... اپنے ماں' باپ' دادا' دادی' نانا' نانی وغیرہ جو ان سے اوپر کے ہوں۔

۴:...... بیٹا' بیٹی' پوتا' پوتی' نواسا' نواسی وغیرہ جو ان سے نیچے ہوں۔

۵:...... خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے خاوند کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

۶:...... غیر مسلم کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

۷:...... مالدار آدمی کی نابالغ اولاد' ان تمام لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے۔

کن کاموں میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے:

جن کاموں میں کسی مستحق کو مالک نہ بنایا جائے' ان میں مال زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے' جیسے میت کے گور وکفن میں لگا دینا یا میت کا قرض ادا کرنا یا مسجد کی تعمیر یا مدرسہ کی تعمیر' مسجد یا مدرسہ کا فرش' لوٹوں یا پانی یا چٹائی وغیرہ یا کتب خانہ کے لئے خرید کتب پر زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں۔

طلبہ علوم:

ہاں ضرورت مند طالب علموں کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے اور مدرسوں کے مہتمم صاحبان کو اس غرض سے کہ وہ طالب علموں پر خرچ کریں' زکوٰۃ دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

زکوٰۃ کن کو دینا افضل ہے:

اول اپنے ایسے رشتہ داروں کو جن کا نفقہ خرچہ آپ کے ذمہ نہیں ہے جیسے بھائی' بہن' بھتیجے بھتیجیاں' چچا' پھوپی' خالہ' ماموں' ساس' سسر' داماد وغیرہ میں سے جو حاجت مند اور مستحق ہوں انہیں دینے میں بہت زیادہ ثواب ہے۔ ان کے بعد اپنے پڑوسیوں یا اپنے شہر کے لوگوں میں سے جو زیادہ حاجت مند ہو' اسے دینا افضل ہے' پھر جس کے دینے میں دین کا زیادہ نفع ہو جیسے علم دین کے طالب علم۔

ادائے زکوٰۃ کا طریقہ:

۱:...... جس قدر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے وہ مستحق لوگوں کو خاص خدا کے واسطے زکوٰۃ کی نیت سے دے دو اور اسے مالک بنا دو۔

۲:...... مال زکوٰۃ سے فقیروں کے لئے کوئی چیز خرید کر ان کو تقسیم کردو تو یہ بھی جائز ہے۔

۳:...... کسی شخص کو اپنی طرف سے وکیل بنا کر زکوٰۃ کی رقم دے دو تاکہ وہ مستحق لوگوں پر خرچ کردے یہ بھی جائز ہے' مگر کسی خدمت یا کسی کام کی اجرت میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ عامل زکوٰۃ یعنی جو شخص زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہوتا ہے' قرآن شریف میں اس کو بھی مستحق لوگوں میں شمار کرایا ہے' لہٰذا اس کی تنخواہ مال زکوٰۃ میں سے ادا کرنی جائز ہے۔

مالک مکان کب زکوٰۃ لے سکتا ہے' کب نہیں لے سکتا:

کسی شخص کے پاس ہزار دو ہزار روپیہ کا مکان ہے' جس میں وہ رہتا ہے یا اس کے کرایہ سے اپنی گزر کرتا ہے' اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہیں' بلکہ تنگ دست ہے' اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے' کیونکہ یہ مکان اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہے' البتہ جب حاجت اصلیہ سے کوئی مال زائد ہو اور وہ بقدر نصاب ہو تو اسے زکوٰۃ لینی جائز نہیں۔

ادائے زکوٰۃ میں غلطی:

اگر کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی' بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سیّد تھا یا مالدار تھا یا اپنے ماں باپ یا اولاد میں سے تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی پھر سے زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے۔

☆☆..................☆☆

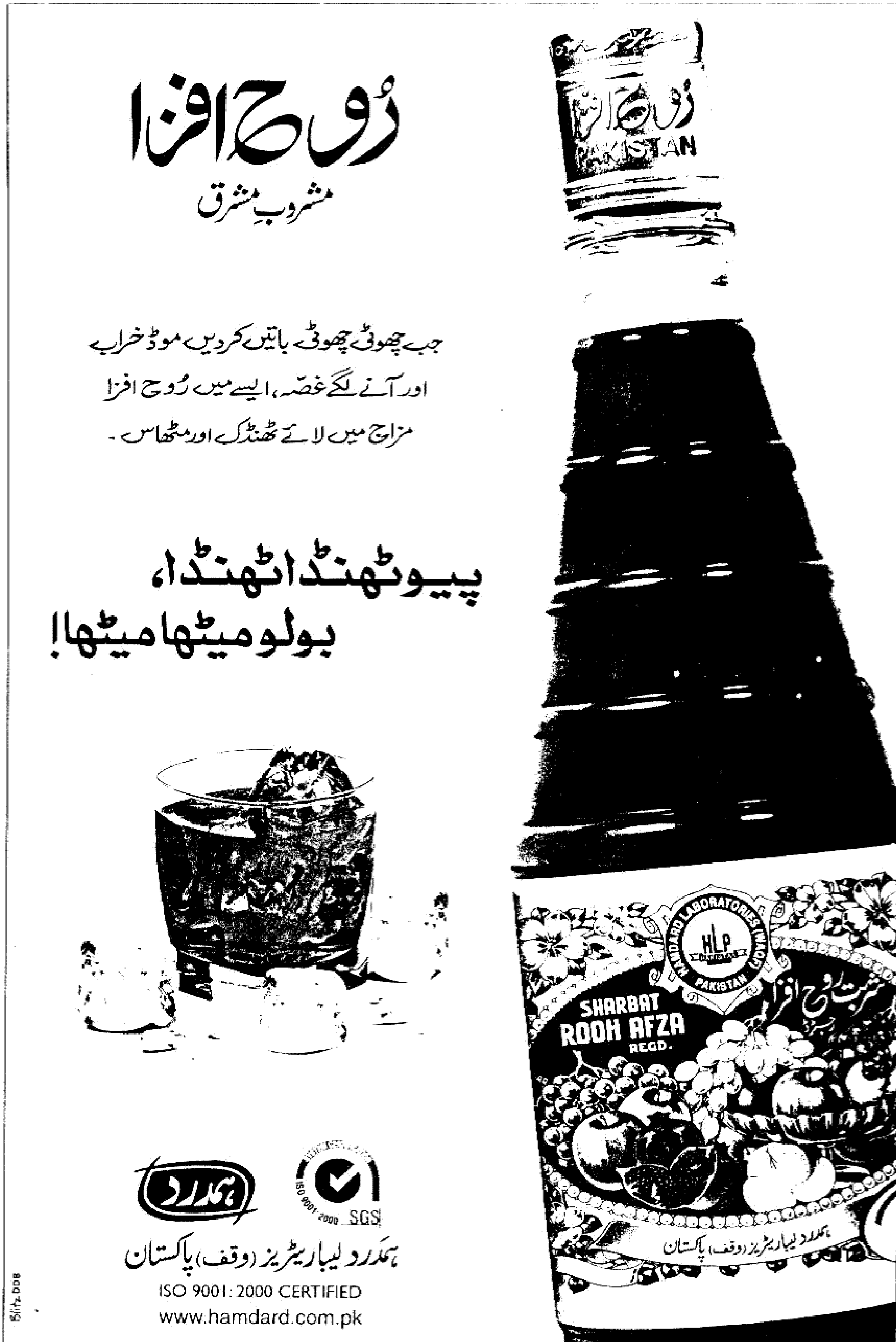
روح افزا
مشروبِ مشرق
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصہ، ایسے میں روح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
ہمدرد
ISO 9001 2000
SGS
ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 CERTIFIED
www.hamdard.com.pk
PAKISTAN
HAMDARD LABORATORIES (WAQF)
HLP
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
شربت روح افزا
ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان

خبروں پر ایک نظر

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کتب کو فرقہ وارانہ قرار دینا حکومت کی جہالت ہے

گوجرانوالہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر الحاج حافظ شیخ بشیر احمد' قائم مقام سیکریٹری جنرل حافظ احسان الواحد' نائب امیر الحاج عثمان عمر ہاشمی' مولانا طارق محمود ثاقب' مولانا حافظ محمد ارشد اور دیگر عہدیداروں پروفیسر محمد اعظم نفیسی' پروفیسر حافظ محمد انور' سیّد احمد حسین زید' حافظ محمد معاویہ' مولانا حافظ محمد الیاس قادری' مرکزی مبلغ حافظ محمد ثاقب' محمد اشرف اور محمد امان اللہ قادری نے حکومت پاکستان کی طرف سے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کتابوں پر فرقہ وارانہ قرار دے کر پابندی لگانے کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کتب کو فرقہ وارانہ قرار دینا حکومت پاکستان کی جہالت ہے' انہوں نے کہا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قادیانیوں کو اسلام کا فرقہ قرار دینا آئین' قانون اور عدلیہ کے فیصلوں کی شدید خلاف ورزی ہے اور آئین شکنی کا ارتکاب اور عدالتی فیصلوں سے تجاوز کرکے توہین عدالت کا مرتکب ہوئی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان فی الفور اپنا فیصلہ واپس لے اور مرزائیت نوازی ترک کردے وگرنہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راست اقدام پر مجبور ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ مرزائی لابی اور حکومت میں ان کے حواری حالات کو خراب کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ حکومت اپنی صفوں سے ان بچھوؤں کو الگ کرے۔

پاپائے روم پوپ بینڈکٹ کے حالیہ ناپاک اور زہریلے خیالات پر غم وغصہ کا اظہار

ماتلی (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ماتلی کا ایک اجلاس مورخہ ۱۷/ستمبر کو سنگھانوی اسلامی لائبریری پر منعقد ہوا' جس میں حضرت مولانا صاحبزادہ طارق محمود رحمہ اللہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار اور ان کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی' ان کے لواحقین کو اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمائے اور جماعتی ساتھیوں کو حوصلہ عطا فرمائے۔ اس کے بعد حکومت کے حالیہ اقدام یعنی شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے کتابچوں پر پابندی لگانے کی پُرزور مذمت کی گئی اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ فی الفور یہ پابندی واپس لے اور اس کی جگہ قادیانیت کی کفریہ واسلام دشمن تبلیغ پر پابندی لگائے۔ پاپائے روم پوپ بینڈکٹ کے حالیہ ناپاک اور زہریلے خیالات پر غم وغصہ کا اظہار کیا گیا اور پوپ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ براہ راست مسلمانوں سے معافی مانگیں اور آئندہ وہ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی سے باز رہیں۔ اس اجلاس میں امیر ریاضت شاہ صاحب' ناظم خورشید علی کشمیری' ناظم تبلیغ مولانا محمد رمضان آزاد' مولانا محمد رمضان کشمیری' لعل محمد اور خادم اعجاز احمد سنگھانوی ناظم مالیات نے شرکت فرمائی۔

ختم نبوت کانفرنس سرگودھا

سرگودھا (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر حضرت مولانا مفتی نور محمد صاحب استاذ حدیث مفتاح العلوم نے چک ۹۹ میں ۱۶/ستمبر کو ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کیا کہ قادیانی جہاں بھی ہوں وہ مرزے گامے کی بات کو حرف آخر سمجھتا ہے' اور ہم جبکہ ہر لحاظ سے حق پر ہیں' ہمارے نبی بھی اعلیٰ' ہماری کتاب بھی اعلیٰ' ہمارے دلائل بھی اعلیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے امت بھی اعلیٰ' لیکن افسوس کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ بحیثیت خاتم النبیین ہونے کے سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں جو نہ ہم کو صرف زیب نہیں دیتا بلکہ خطرہ ہے کہ مجموعی طور پر ہم مسلمان اپنے آقا کے اس حق سے خاموشی اختیار کرکے خدا کو ناراض نہ کردیں' امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا نے کہا کہ جماعت کی طرف سے سالانہ لاکھوں روپے کا لٹریچر فری تقسیم کیا جاتا ہے بلکہ سرگودھا میں تو ہمارے نوجوان ہر جگہ اور تقریباً ہر بازار میں موجود ہیں لیکن مسلمان رابطہ کرنے کے لئے ہچکچاتے ہیں' بہرحال یہ طے ہے کہ کچھ بھی ہوجائے قادیانیت کو دوبارہ پرپُرزے نکالنے کی اجازت نہیں دیں گے اور اس وقت تک میدان میں رہیں گے جب تک تمام قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہوجائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون، 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، نوری ٹاؤن برانچ

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمن
ناظم اعلیٰ